بسم اللہ الرحمن الرحیم

اہانت رسول ﷺ پر مولانا وحید الدین خان کے افکار و نظریات کا ایک تردیدی مطالعہ

صاف رنگ' دراز قد' موزوں و متناسب جسم رکھنے والے بزرگ عمر و سفید ریش معروف عالم دین مفسر قرآن کریم مولانا وحید الدین خان نئی دہلی بھارت میں رہتے ہیں۔ اسلام کے مختلف موضوعات سے متعلق ا ویڈیو کیسٹ' ۱۴ آڈیو کیسٹ اور ۱۰۵ اردو و انگریزی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ماہنامہ "الرسالہ" بھی نکالتے ہیں۔ ۹۳ء میں مجھے ان کے نامور فخر اسلام فرزند ڈاکٹر ظفر الاسلام خان کے نام پر بھارت کا ویزا ملا تھا۔ ڈاکٹر ثانی اثنین مولانا کے دوسرے بیٹے اور اپنے والد کے سیکرٹری ہیں۔ مولانا کی رہائش گاہ ۲۹ سی نظام الدین ویسٹ نئی دہلی میں واقع ہے۔ ۵ مارچ ۹۳ء بروز ہفتہ میں نے ان سے ۵۵ منٹ (۲۰ - ۱۱ تا ۱۵ - ۱۲) ملاقات کی۔ پاکستان (سندھ) میں ہندوؤں کی چیرہ دستیاں سن کر حیرت زدہ ہوئے اور میری باتوں کو اپنی ڈائری میں درج کیا۔ کہنے لگے گارڈن ٹاؤن میں کرامت شیخ کے پاس ٹھہرتا ہوں۔ آخری بار لاہور دیکھنے کی آرزو ہے۔ مولانا کی رائے میں پاکستان نہیں بننا چاہیئے تھا کیونکہ اسلام علیحدگی نہیں اشاعت چاہتا ہے۔ ماضی کو بھول جانے میں زندگی ہے۔ سنگاپور نے ملائشیا کو اپنے جزیرے دیئے۔ جاپان نے جنگ کی تلخیاں بھلا دیں (یعنی مسلمان ہندوؤں کے مظالم اور ہندوؤں کی مسلم دشمنی کے شہکار سانحۂ سقوطِ مشرقی پاکستان اور اس کی جگہ نام نہاد بنگلہ دیش کے قیام کو فراموش کر دیں) پاکستان نفرت (یعنی ہندوؤں کی مسلم دشمنی اور مسلم کشمیر کو بھارت سے آزاد کرانے) کی سیاست چھوڑ دے۔ بھارت سے تعلقات اچھے ہوں' تبلیغ ہو' سارا بھارت مسلمان ہو جائے۔ (مولانا کو احساس نہیں کہ پھر بھارتی ہندو پاکستان پر چھا جائیں گے! ہمارے ذوق تبلیغ سے کون واقف نہیں ہے؟)

مولانا جہاد کشمیر کے سخت مخالف ہیں' قدم قدم پر بھارتی مسلمانوں سے مختلف روش اپناتے' انہیں ہی مجرم گردانتے اور ان کے خلاف ہندوؤں کے مظالم اور جبرو تشدد کے متشدد حامی اور سرگرم وکیل ہیں۔ اندریں حالات بھارتی مسلمان ان سے حددرجہ متنفر ہیں۔ جہاں کہیں بھی ان کا نام لیتا مجھے حقارت آمیز قہقہے سننے پڑتے! مولانا کے بعض اسلامی عقائد و

افکار بھی متنازعہ ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ عالم اسلام سے الگ تھلگ' انہوں نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا رکھی ہے۔

سلمان رشدی بمبئی میں پیدا ہوا۔ ان دنوں لندن میں مقیم برطانوی شہری ہے' اس نے کئی انگریزی ناول تحریر کئے ہیں۔ اس کا بڑے سائز کے ۵۴۷ صفحات پر مشتمل مشہور ترین ناول "شیطانی کلام" The satanic verses ۲۶ ستمبر ۱۹۸۸ء کو لندن سے شائع ہوا۔ جو مذہب اور الہام کے بارے میں ایک سیکولر آدمی کا نقطہ نظر بیان کرنے کی ایک کوشش ہے ("شتم رسول کا مسئلہ" صفحہ ۳۸) اس میں اسلام اور پیغمبر اسلام کی سخت توہین کی گئی ہے ۱۷ فروری ۱۹۸۹ء کے اخبارات میں خبر چھپی کہ ایران کے شیعہ رہنما آئت اللہ خمینی نے سلمان رشدی کے قتل کا فتویٰ دیا ہے اور ایرانی قاتل کے لیے دو اور غیر ایرانی قاتل کے لیے ایک ملین ڈالر انعام کا اعلان کیا ہے۔ ۱۹ فروری کی خبر تھی کہ رشدی نے معافی مانگی جسے ایرانی پیشوا نے رد کردیا (صفحہ ۲۸)

دنیا بھر کے مسلمان سراپا احتجاج اور چراغ پا ہوئے بقول مولانا "درجنوں کی تعداد میں قتل اور سینکڑوں کی تعداد میں زخمی ہو گئے" ("شتم رسول کا مسئلہ" صفحہ ۱۳۴) منصف مزاج غیر مسلموں نے بھی اس ہرزہ سرائی کی مذمت کی۔

لیکن "پاسبان مل گئے کعبے سے صنم خانے کو" والا معاملہ ہوا۔ شاید بس ایک مولانا وحید الدین خان قلم و قرطاس سے مسلح ہوئے اور شیطان رشدی کی حمایت پر کمر باندھی۔ یہ پورا مجموعہ مضامین ۱۹۸۹ء میں کتابی صورت میں چھپنے کو تیار تھا تاہم بعض وجوہ سے ۱۹۹۶ء کے آخر میں "شتم رسول کا مسئلہ۔ قرآن و حدیث اور فقہ و تاریخ کی روشنی میں" کے عنوان سے شائع ہو سکا۔ بڑے سائز کے ۱۹۱ صفحات کی یہ کتاب پچھلے سال پاکستان میں بھی طبع ہوئی۔

اس کتاب کی اشاعت پر مسلمانوں کا مشتعل ہونا ایک فطری عمل تھا روزنامہ "نوائے وقت" لاہور مورخہ ۷ اپریل ۹۸ء کے مطابق نئی دہلی میں مولانا پر قاتلانہ حملہ ہوا جس میں مولانا بال بال بچ گئے۔ سلمان رشدی کے حامی مصنف کے بیٹے نے کہا کہ یہ کارروائی حکومت ایران کے ایماء پر کی گئی ہے۔ لیکن چند دن کے بعد اس خبر کی تردید آگئی۔

بھارتی ویزا آفس کراچی بند ہو جانے کی وجہ سے بھارتی ہائی کمیشن اسلام آباد سے' کم از

کم مجھ ایسے آدمی کے لیے ویزا کا حصول ناممکن ہے۔ اے کاش! احقر دہلی پہنچ پاتا تو بفضلہ تعالیٰ مولانا کو "شتم رسولؐ کا مسئلہ" کی تحریر پر ندامت کے آنسو رُلائے بغیر نہ چھوڑتا!

اہانت رسول ﷺ پر مولانا کا موقف

یہ ہے کہ اگر کوئی شخص "گستاخی" کرے تو اس پر مسلمانوں کا "بگڑنا" "سرکشی" ہے۔ جو "اللہ تعالیٰ کے یہاں بدترین جرم کی حیثیت رکھتی ہے" (صفحہ ۲۳)

(حالانکہ "اللہ تعالیٰ کے یہاں بدترین جرم "شرک" ہے۔ (لقمان : ۱۳۔ اسلم)

(i) "اس طرح کے مواقع پر عام طور پر یہ بات کہی جاتی ہے کہ اس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ مگر مسلمانوں کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ کسی قوم کے جذبات کا مجروح ہونا شریعت میں ہرگز معتبر نہیں (صفحہ ۲۶)

(لیکن خود مولانا کے ہاں "معتبر" ہے۔ وہ جواباً" مسلمانوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ " مضمون یا کتاب کی صورت میں تردید کریں، مسلم ملکوں میں اس کی اشاعت پر تقسیم پر پابندی لگائیں، دوسری حکومتوں سے پرامن قانونی دائرہ میں مطالبہ کریں۔ وغیرہ" (صفحہ ۸۹) جب محکمہ جاسوسی کے ایک ریٹائرڈ برطانوی آفیسر نے اپنی یادداشتیں بغرض اشاعت مرتب کیں تو برطانیہ بہادر کے جذبات "مجروح" ہونے لگے اور اس نے وہ کتاب اپنے ہاں چھپنے نہ دی۔ (صفحہ ۱۷۶) آخر کسی قانون ہی کے تحت ایسا کیا گیا تھا۔ اسلم)

یعنی ایک کام مسلمان کریں تو غلط، مسلمانوں کی حمایت میں دوسری حکومتیں کریں تو ناروا اور بے فائدہ!

لیکن وہی کام ملکی مصالح کی بنا پر مغرب کرے تو درست!

مسلمان کتاب پر پابندی کا مطالبہ کریں تو گردن زنی!

لیکن مولانا خود یہی کام کروانے کا مشورہ دیں تو ان پر تحسین و آفرین کے پھول نچھاور!

ہائے کسی دل جلے کی آہ۔

تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامۂ سیاہ میں ہے

(ii) از روئے قران شاتم کے قتل کا کوئی حکم نہیں ہے۔ (صفحات ۱۱۶، ۱۱۷)

(iii) "پورے ذخیرہ حدیث میں کوئی معتبر روایت ایسی موجود نہیں جس کے عبارت النص میں یہ حکم دیا گیا ہو کہ سب و شتم کرنے والے کو قتل کر دو۔" (صفحہ ١١٧)

(iv) فقہاء عام طور پر یہ مسئلہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص پیغمبر خدا پر شتم کرے یا ان کے بارے میں گستاخی کے کلمات کہے تو اس کو لازماً قتل کر دیا جائے' خواہ شتم کرنے والا مسلم ہو یا کافر" (صفحہ ١٢١)

"قتل شاتم کے بارے میں یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ اس پر علماء امت کا اجماع ہے۔ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ جمہور علماء نے اسی رائے کا اظہار کیا ہے۔" (صفحہ ١٢٢)

"اصل فقہی مسئلہ کے مطابق "اصلی اور پورا حکم یہ ہے کہ جو شخص بھی خواہ وہ مسلم ہو یا کافر اللہ تعالیٰ یا رسولؐ یا دوسرے پیغمبروں میں سے کسی پیغمبر کے بارے میں گستاخی کے کلمات کہے یا دین خدا پر کسی قسم کا عیب لگائے' تو اس کو بطور حد قتل کر دیا جائے۔ اس کے بعد اس کو ہرگز زندہ نہ چھوڑا جائے خواہ اس نے اپنے فعل سے توبہ کر لیا ہو" (صفحہ ١٢٣)

اور سزا صرف صاحب امر دے سکے گا۔ (صفحہ ٢٣) عدالتی کارروائی اور ضروری فیصلہ کے بعد نافذ کی جائے گی۔ (صفحہ ٣٣) اور وہ بھی صرف اسلامی حکومت کی حدود کے اندر (٥٧) "کوئی شخص اگر انگلینڈ جا کر بطور خود سلمان رشدی کو قتل کر دے تو...... یہ بلاشبہ سرکشی ہے نہ کہ اسلام" (صفحہ ٥٦)

لیکن یہ سب کچھ تسلیم کر لینے کے بعد اسے یوں بے وقعت اور کالعدم قرار دیتے ہیں۔

" فقہاء نے ایک طرف شتم کی سزا بطور حد (لازمی طور پر) قتل قرار دی ہے اور دوسری طرف شتم کی ایسی تعریف کی ہے کہ ہر شخص کسی نہ کسی اعتبار سے شاتم قرار پاتا ہے"

"اس تعریف کے مطابق' استہزاء کرنا' تنقیص کرنا' عیب لگانا' اہانت کرنا' گستاخی کرنا' لمز کرنا' ایذا رسانی کرنا' خوض اور لعب کے طور پر کچھ کہنا' سب کا سب شتم میں داخل ہے۔ اس کے مطابق نہ صرف مذمم اور ابتر اور غیر عادل جیسے الفاظ بولنا سب و شتم ہے بلکہ رسولؐ کی دی ہوئی خبر کی اشاراتی تحقیر کرنا بھی سب و شتم میں داخل ہے۔ مثلاً یہ کہنا کہ ان صاحب کا خیال ہے کہ روم کے محل اور قلعے فتح ہوں گے۔" (صفحہ ١٢٥)

مولانا کے خیالات کا خلاصہ یہ ہے کہ
قرآن و حدیث میں شتم رسول کی سزا مذکور نہیں ہے۔
فقہ میں اس جرم کی سزا قتل ہے تو
لیکن ناقابل عمل
کیونکہ شتم کی تعریف کی رو سے
"ہر شخص کسی نہ کسی اعتبار سے شاتم قرار پاتا ہے۔" (صفحہ ۳۵)
(واقعاتی طور پر غلط ہے غلط! اسلم)
"یہ فہرست اتنی لمبی ہو سکتی ہے کہ سب کے سب انسان قابل قتل قرار پائیں" (صفحہ ۳۵)

(مولانا کے خیالات و تصورات کی دنیا میں! اسلم)
یعنی گستاخ رسولؐ کے لئے اسلام میں عملاً" کوئی سزا نہیں ہے!
(کیونکہ ساری کی ساری انسانی آبادی تو قتل نہیں کی جا سکتی!)
مجرم مسلمانوں کی حکومت میں رہتا ہو تو صاف بچ جائے گا اور
"ملک کا اقتدار اگر ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں ہو جن سے یہ امید نہ ہو کہ وہ مجرم کے اوپر شرعی سزا کا نفاذ کریں گے تب بھی مسلمانوں کے لئے قانون اپنے ہاتھ میں لینا جائز نہیں۔ ایسے ماحول میں مسلمانوں کے لئے نصیحت اور صبر ہے نہ کہ سزا کا نفاذ۔" (صفحہ ۲۵)
مطالعہ : جب کہ صورت حال یہ ہے کہ شتم کی تعریف میں آنے والی باتیں' کفر و شرک اور ان پر مبنی عقائد وجہ قتل نہیں ہیں۔ اپنے دل میں کوئی جو جی چاہے مانے' کسی کو کیسا بھی اچھا' برا' سمجھے وہ قابل گرفت نہیں ہے' اسے کوئی پوچھ گچھ نہیں ہو گی لیکن
جب کوئی شخص سلمان رشدی کی طرح خبث باطن کا کھلے بندوں اظہار کرے گا۔
زبانی یا تحریری طور پر
مسلمانوں کے مذہب پر رکیک حملے کرے گا۔
دل خراش و جگر پاش کریہہ افکار کی اشاعت کرے گا تو پھر
ضرور بالضرور اسے موت کے گھاٹ اتارا جائے گا!
یہ بات بری طرح کھٹکتی ہے کہ مولانا نے موضوع سے انصاف نہیں کیا۔

زمانہ جانتا ہے کہ پاکستان میں اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا' موت کا قانون نافذ ہے۔ اسے پوری چھان بین اور تحقیق و مطالعہ کے بعد نافذ کیا گیا تھا۔

وہ قانون آئے دن عالمی سطح پر زیر بحث بھی رہتا ہے۔

لیکن مولانا نے اس کی طرف سے مکمل طور پر لاعلمی اور بے رخی و بے اعتنائی برتی ہے۔

مولانا کے اس تجاہل عارفانہ' المناک اغماض' کرب ناک چشم پوشی اور مجرمانہ اخفائے حق کا جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔

شیطان رشدی کی وکالت

مولانا کا شیطان رشدی کی حمایت میں دلائل دینے سے بھی سنگین تر اور بھیانک تر جرم یہ ہے کہ وہ ملعون رشدی کی صفائی پیش کرنے میں پیش پیش ہیں۔ اس کے جرم کو خفیف اور ہلکا کر کے دکھاتے ہیں اور قابل معافی قرار دیتے ہیں اور پینترے بدل بدل کر اس مردود کے فعل شنیع کی وکالت کرنے میں سرگرم عمل ہیں' مسلمانوں کو مجرم بنانے سے بھی نہیں چوکتے' دور کی کوڑی لاتے ہیں اور اچرج نکات نکالتے ہیں جنہیں بیان کرتے وقت ہم ان کے ڈھول کا پول بھی ساتھ ہی کھولتے جائیں گے:۔

(۱) "سلمان رشدی نے اپنی کتاب میں جو کچھ کہا ہے' وہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ تمام باتیں نہ صرف پچھلے ہزار سال سے کسی نہ کسی شکل میں کہی جاتی رہی ہیں' بلکہ یہ خود اس زمانے میں بھی کہی گئی تھیں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں موجود تھے۔" (صفحہ ۵۰)

مطالعہ : مولانا کا مطلب یہ ہے کہ رشدی کا ان پرانی باتوں کو دہرانا کوئی خاص اور قابل توجہ بات نہیں ہے!

(۲) "سلمان رشدی کی کتاب میں ایک بات نعوذ باللہ یہ کہی گئی ہے کہ قرآن میں جبرئیل کی لائی ہوئی آیتوں کے ساتھ شیطان کی القاء کی ہوئی آیتیں بھی شامل تھیں۔ اسی بنا پر اس نے اپنی کتاب کا نام "شیطانی آیات" رکھا ہے۔ یہ نام زیادہ صحیح طور پر خود رشدی کی کتاب پر صادق آتا ہے۔ تاہم اس نے اپنے خیال کے مطابق یہ نام قرآن کو دینا چاہا ہے۔"

"یہ قصہ...... اس وقت گھڑا گیا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے۔ اس لغو قصہ کے ابتدائی مصنفین مشرکین مکہ تھے۔ ۸ھ میں جب مکہ فتح ہوا تو ان مشرکوں کے اوپر آپ کو مکمل قابو حاصل ہو گیا مگر آپ نے یہ اعلان نہیں فرمایا کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے...... جھوٹا قصہ گھڑا تھا' انہیں قتل کر کے ان سب کو جہنم رسید کر دو۔ اس کے برعکس آپ نے ان سے فرمایا کہ جاؤ تم سب آزاد ہو" (صفحہ ۵۰)

مطالعہ : یعنی مسلمانوں کا رشدی کے قتل پر اصرار غلط ہے۔ اسے حسب معمول زندگی بسر کرنے کی اجازت ہونی چاہیے!

(۳) "سلمان رشدی نے اپنی کتاب میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مہاؤنڈ لکھا ہے۔ یہ ایک استہزائی نام ہے جس طرح بعض لوگ وہابی کو وہا بڑا اور دیوبندی کو دیو بندے وغیرہ کہتے ہیں۔ اسی طرح سلمان رشدی نے آپ کے لئے اس بگڑے ہوئے نام کو استعمال کیا ہے جو صلیبی جنگوں کے بعد یورپ کے عیسائیوں نے آپ کے لئے گھڑا تھا۔"

"اس مجرمانہ حرکت کی مثال بھی زمانۂ نبوت میں موجود ہے۔ حدیث اور سیرت کی کتابوں میں بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اگرچہ آپ کے دادا عبدالمطلب نے محمدؐ رکھا تھا۔ مگر مکہ کے قریش نے استہزائی طور پر آپ کا نام مذمم رکھ دیا۔ محمدؐ کے معنی ہیں تعریف کیا ہوا جب کہ مذمم کے معنی ہیں مذمت کیا ہوا۔ ابولہب کی بیوی ام جمیل شاعرہ تھی اس نے مذمم کے لفظ کو لے کر شعر کہا تھا...... ہم نے ایک قابل مذمت شخص کی نافرمانی کی۔ اس کی بات کا انکار کیا اور اس کے دین سے نفرت کی۔"

"اس معاملہ میں بھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے یہ فرمایا ہو کہ دیکھو فلاں لوگ میرا نام بگاڑ کر مجھ کو مذمم کہتے ہیں ان سب کو قتل کر دو" (صفحہ ۵۱)

مطالعہ : یعنی عیسائیوں کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹھٹھا کرنے اور رشدی ایسے شوریدہ سروں کو قتل نہ کئے جانے کی قدیم مثالیں موجود ہیں اندریں حالات رشدی کو اسے دہرانے پر قتل نہیں کیا جانا چاہیے۔

حالانکہ ان دنوں مسلمان کمزور تھے' تھوڑے سے تھے' نمازیں بھی چھپ چھپا کر پڑھا کرتے تھے' اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا کرتے تھے ایسے میں گستاخوں کو قتل کرنے کا موقع کہاں

تھا؟

اپنے ماہنامہ "الرسالہ" (پاکستانی ماہنامہ "تذکیر" لاہور) کے مقالہ بعنوان "حالات کی رعائت" میں مولانا لکھتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی تو آپ کو خدا کی طرف سے حکم دیا گیا کہ ایک خدا کی عبادت کرو اور خدا کے پیغام کو لوگوں تک پہنچاؤ۔ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا کہ فوراً کھلے مقامات پر جائیں' سب کے سامنے نماز پڑھیں یا بلند آواز سے لوگوں کو خدا کی طرف پکارنا شروع کر دیں۔ اس کے برعکس آپ نے ابتدائی چند سال تک چھپ کر نماز پڑھی اور انفرادی ملاقاتوں کے ذریعہ خفیہ انداز میں تبلیغ کی"

"یہ حالات کی رعایت تھی۔ حالات کی رعایت اسلام کا ایک اہم اصول ہے۔ قرآن و حدیث میں کوئی حکم مطلق انداز میں دیا گیا ہو تب بھی یہ دیکھنا ہو گا کہ ہمارے حالات کے لحاظ سے اس کی تعمیل کا حکیمانہ طریقہ کیا ہے۔ حالات کے اعتبار سے جو قابل عمل صورت ہو' اسی کے مطابق حکم کی تعمیل کی جائے گی۔ حالات کو نظر انداز کرتے ہوئے آزادانہ انداز اختیار کرنا نہ اسلام کا طریقہ ہے اور نہ پیغمبر اسلام کی سنت" ("تذکیر" جون ۹۸ء صفحہ ۵)

یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مذمم کہنے والوں کے قتل کا حکم نہ دیا جانا مولانا کے بیان کردہ "اسلام کے ایک اہم اصول" "حالات کی رعائت" کے عین مطابق تھا!

اللہ میاں کرے کہ مولانا کی اپنی کہی ہوئی بات تو ان کی سمجھ شریف میں آ جائے۔ آمین۔

لہٰذا: اس سے یہ مطلب نکالنا ہرگز ہرگز روا نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے والے واجب القتل نہیں ہیں! یا یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ایذا رسانی کو برا محسوس نہیں فرماتے تھے!

محولہ شمارہ میں ہی مولانا خود اپنے آپ کو سمجھاتے ہیں:

"پیغمبر اسلام مکہ میں ۱۳ سال رہے۔ اس مدت میں وہ تقریباً روزانہ کعبہ جاتے تھے۔ وہاں اس وقت ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے۔ یہ عربوں کے مختلف قبائل میں پوجے جانے والے بت تھے مکہ کی مرکزیت قائم کرنے کے لیے اہل مکہ کے سرداروں نے یہ تمام بت کعبہ میں اکٹھے کر دیئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ ان کو دیکھتے تھے مگر کبھی

دور میں کبھی آپ نے ان کو توڑنے یا پھینکنے کی کوشش نہیں۔"

"اس سے اسلام کا ایک اہم اصول معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ وقت سے پہلے کوئی کام نہ چھیڑا جائے۔ مکی دور میں آپ نے ان بتوں کو نظر انداز کیا مگر بعد کو جب مکہ فتح ہو گیا تو آپ نے فوراً ان کو نکال کر کعبہ کو ان مشرکانہ علامتوں سے پاک کر دیا" (صفحہ ۶)

یہ مقالہ تحریر کرتے وقت محسوس ہوا کہ مولانا وحید الدین خان کوئی اصول پسند شخصیت نہیں ہیں۔ موقع پرستی ان کا شیوہ ہے۔ جہاں جو بات کہنے سے کام نکل سکتا ہو اور ان کے نقطہ نظر کو تقویت مل سکتی ہو وہ بلا دھڑک' دھڑلے سے کہہ ڈالتے ہیں۔ غرض موقع مل بھگتانے سے ہے' اس سے ان کی اپنی تردید بھی ہوتی ہو تو ان کی بلا سے! ان کی سبکی ہوتی ہو تو پڑی ہوا کرے!

مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل بارے ہم نے جو کچھ کہا ہے آئیں یہی الفاظ مولانا کی اپنی زبان سے ادا ہوتے سنیں۔

ستمبر ۹۱ء کا واقعہ ہے۔ لاہور میں ہفت روزہ "زندگی" کے اصغر عبداللہ نے مولانا کا انٹرویو لیا جو ماہنامہ "تذکیر" لاہور جون ۹۲ء میں بھی شائع ہوا۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے بہ کمال تحدی فرمایا:۔

"جی ہاں تدریج کار ہو گی۔ انبیائے کرام نے بھی ------ تدریج کار کے مطابق کام کیا۔ یہ واقعہ کے خلاف ہے کہ انبیاء کرام نے بیک وقت تمام کام کئے۔ اس کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ سے ملتا ہے۔ مکہ میں صرف نظریہ کی تبلیغ کی گئی۔ شراب اور زنا کو چھوڑنے کا حکم تک نہ اُترا۔ کعبہ میں بت نصب تھے' ان کو چھوڑنے کا حکم نہ اترا۔ اسی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تدریج کار کے مطابق کام کیا" ("تذکیر" صفحہ ۱۱)

مولانا کو بزبان خود اقرار ہے کہ

"مکہ میں صرف نظریہ کی تبلیغ کی گئی"

اور مسلمانوں کی اپنی ذات تک محدود

"شراب اور زنا کو چھوڑنے کا حکم تک نہ اترا"

تو پھر مولانا کی طرف سے مکی زندگی میں گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے

واقعات کی تلاش کیا معنی رکھتی ہے؟

آگے چل کر مولانا نے مزید کہا: "پاکستان میں جماعت اسلامی کے طریق کار سے مجھے یہ اختلاف ہے کہ اس نے تدریج کار کا خیال نہیں رکھا۔ یہ تدریج کے اصول کے خلاف ہے کہ پہلے مرحلہ میں ہی حکومت پر قبضہ کرنے کی کوشش کی جائے" ("تذکیر" صفحہ ۱۴)

مولانا "کے طریق کار سے" راقم الحروف کو بس "یہ اختلاف ہے کہ" انہوں نے "تدریج کار کا خیال نہیں رکھا"

اور رکھتے بھی کیوں کہ ان کے نزدیک ملعون رشدی کی زندگی کی بقا کا راز اسی میں مضمر ہے!

اسد اللہ خان غالب نے شائد کسی ایسی موقع پرستی سے متاثر ہو کر ہی کہا تھا۔

ہوئے ہم جو مر کے رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا
نہ کہیں جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا

(۴) "سلمان رشدی نے اپنی کتاب میں ایک اور نہایت بے ہودہ حرکت یہ کی ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ کو نعوذباللہ ایک بدکردار خاتون کے روپ میں دکھایا ہے۔ قابل لحاظ بات یہ ہے کہ امہات المومنین کی کردار کشی کا یہ جرم پہلی بار رشدی کی کتاب میں نہیں کیا گیا ہے بلکہ یہ شنیع جرم اس سے پہلے خود زمانہ رسالت میں کیا جا چکا ہے...... صفوان بن معطل کے ایک واقعہ کو شوشہ بنا کر مدینہ کے کچھ منافقین نے یہ جھوٹا افسانہ گھڑا اور اس کی بنیاد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کی۔" (صفحہ ۵۴)

مطالعہ: منافقوں کو زندہ چھوڑ دیئے جانے کی وجہ مولانا نے بزبان حضور صلی اللہ علیہ وسلم بقلم خود بتائی ہے کہ "لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔" (صفحہ ۱۴۷) پھر ایک ایسے ہی موقع پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے ناپسند ہے کہ لوگ یہ چرچا کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔" (صفحہ ۱۵۷)

یعنی مولانا کا یہ نکتہ بھی انہیں کی اپنی زبانی بے وقعت ٹھہرا اور ملعون رشدی کو فائدہ نہ پہنچا سکا!

(۵) مولانا کا عندیہ ہے کہ رشدی کے خلاف شور و غل مچانے سے دعوت اسلام کو نقصان پہنچا ہے۔ "اس طرح کے معاملات کو مغرب کی "اسلام دشمنی" بتا کر لفظی شور مچانے کا فائدہ کچھ نہیں' البتہ اس کا نقصان یقینی ہے۔ اگر بالفرض یہ دشمنی کا معاملہ ہو تو اخباروں اور جلسوں میں الفاظ چیخ پکار کرنے سے اس میں ایک فی صد بھی کمی آنے والی نہیں۔ البتہ اس کا یہ یقینی نقصان ہے کہ مسلمانوں کا دل بغض وانتقام سے بھر جائے۔ مدعو قوموں کے بارے میں ان کے اندر وہ ناصحانہ جذبہ باقی نہ رہے جو داعی کی حیثیت سے ان سے مطلوب ہے۔" (صفحہ ٦٨) "اسلام میں دعوت کی مصلحت ہر دوسری مصلحت پر مقدم ہے۔ دعوت کی مصلحت اہم ترین مصلحت کی حیثیت رکھتی ہے موجودہ زمانہ کے مسلم رہنماؤں کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ وہ بار بار ایسے اقدامات کرتے ہیں جن سے انہیں ذاتی طور پر قیادتی فائدہ تو ضرور ملتا ہے' مگر اسلام کے دعوتی امکانات برباد ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یہ بلاشبہ سب سے بڑا المیہ ہے جس سے اسلام کی جدید تاریخ دوچار ہے" (صفحہ ٨٦)

مولانا کی کتاب کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ "موجودہ حالات میں مسلمانوں کی شرعی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ وہ اس قسم کی ناخوشگوار باتوں پر صبر کرتے ہوئے لوگوں تک اسلام کی دعوت پہنچائیں۔ اس کے سوا وہ جو کچھ بھی کریں گے وہ صرف ان کے اپنے جرم میں اضافہ کرنے والا ثابت ہو گا نہ کہ دوسروں کے حق میں اپنی اسلامی ذمہ داریوں کو ادا کرنا" (صفحہ ٣٦)

مطالعہ : (i) حضرت ناصح وعظ پلا رہے ہیں کہ سلمان رشدی کی زہر افشانی "کے خلاف شور و غل" نہ مچائیں۔

"اس قسم کی ناخوشگوار باتوں پر صبر کریں"
رشدی کی شیطانیات کا برا بھی نہ منائیں
مٹی کے مادھوؤں کا روپ دھار لیں اور بے غیرت و بے حمیت بن جائیں!

(ii) سوال یہ ہے کہ جب مولانا کی اپنی رائے میں مسلمان فریضہ دعوت سے غافل ہیں' "اندھے" ہیں (صفحہ ٢٦) اس ضمن میں خاک بھی کام نہیں ہو رہا "دعوت" کا وجود ہی نہیں ہے تو پھر رشدی کے خلاف شور مچانے سے "اسلام کی دعوت" کو نقصان کیسے پہنچ گیا؟ لیجئے رشدی کے وکیل کی یہ دلیل بھی فضول گئی!

(٦) مولانا لکھتے ہیں "آزادیٔ فکر آج ایسا مسلّمہ حق بن چکا ہے جس سے انکار نہ کیا جا سکے" (صفحہ ٦٩)

مطالعہ : سبحان اللہ! رشدی کا قرآن پاک کو "شیطانی آیات" اور اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طوائف کے روپ میں دکھانا آزادیٔ فکر ہے' رشدی کے اس "مسلمہ حق" سے انکار نہیں کیا جا سکتا"

تُف ہے مولانا کی عقل پر! مسلمان نام نہاد مغربی "آزادیٔ فکر" کے قائل کب ہوئے؟ وہ تو اس "مسلمہ حق" کے شد و مد سے معاند ہیں!

ہزار لعنت ہے ایسی "آزادیٔ فکر" پر' "مسلّمہ حق" پر جو مسلمانوں کو خاک و خون میں تڑپا دے۔

مغرب کو یہ حق کس نے دیا ہے کہ وہ اس "مسلّمہ حق" کو مسلمانوں پر استعمال اور لاگو کرے؟

(۷) یہ صحیح کہ "ٹریفک" کے لئے کچھ اخلاقی ضابطہ ہونا چاہیئے مگر یہ ضابطہ صرف مشترک امور میں قابل عمل ہے' وہ انفرادی اور گروہی امور میں قابل عمل نہیں ہے۔ یعنی وہ اصول جس کا تعلق تمام لوگوں سے ہو جو ہر ایک کی عموی ضرورت ہو اس کی بندش تو قائم کی جا سکتی ہے مگر کسی شخصی یا گروہی دلچسپی کی بات پر عموی ضابطہ بندی ممکن نہیں۔ اور اگر جوش اصلاح میں کوئی حکمران ایسی ضابطہ بندی نافذ کرے جو ایک کے موافق اور دوسرے کے خلاف ہو تو وہ عملی طور پر کبھی نافذ نہیں ہو سکے گی۔ وہ صرف ایک کاغذی کارروائی بن کر رہ جائے گی" (صفحہ ٦٩)

"اس کی ایک مثال خود سلمان رشدی کی کتاب ہے۔ اس نزاعی کتاب پر ہندوستان اور پاکستان میں پابندی لگائی گئی۔ مگر دونوں ملکوں میں اس کے غیر قانونی ایڈیشن فروخت ہو رہے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ پہلے یہ کتاب کھلے بازار میں ملتی' اب وہ بلیک مارکیٹ کے ذریعہ لوگوں تک پہنچ رہی ہے۔ قانونی پابندی کے باوجود کتاب پر حقیقی پابندی لگانا ممکن نہ ہو سکا" (صفحہ ۷۰)

مطالعہ : یعنی چونکہ "شیطانی ہفوات" کا مطالعہ "شخصی یا گروہی دلچسپی کی بات ہے" ہے۔لہٰذا اس کی فروخت کھلے بندوں کی جانی چاہیئے۔

اور چونکہ پاک و بھارت میں پابندی عائد کئے جانے کے باوجود "شیطانی ہفوات" چوری چھپے بک رہی ہیں اس لئے اس کی اشاعت پر پابندی نہیں لگنی چاہیے۔

چونکہ "شیطانی آیات" کی فروخت سے رشدی کو مل ملتا ہے۔

لوگ اسے دلچسپی سے پڑھتے ہیں

لہٰذا اس کتاب کا سرعام بکنا ضروری ہے!

خواہ شیطانی ہفوات کی یہ سرعام اشاعت

مسلمانوں کے دل جلائے'

مسلمانوں کو خون میں نہلائے'

مسلمانوں کے بچوں کو یتیم اور ان کی بیویوں کو بیوائیں بنائے!

(۸) "جمہوری ملکوں میں آزادانہ تجارت کا حق ہے۔ اس آزادی نے اگر کپڑے اور جوتے اور غلہ کے تاجروں کو موقع دیا ہے کہ وہ تجارتی ادارے کھول کر بڑے بڑے نفع کمائیں تو اسی کے ساتھ شراب جیسی ناجائز چیزوں کی دکانیں بھی کھلی ہوئی ہیں۔ اس کے باوجود کروڑوں مسلمان آزادانہ تجارت کے اس ماحول سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ وہ تجارت کے ذریعہ دولت کما کر اپنے خاندان کے لئے اور ملی اداروں کے لئے نفع پہنچانے کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ کسی مسلمان نے ایسا نہیں کیا کہ وہ اس آزادی سے صرف اس لئے فائدہ نہ اٹھائے کہ اس کی وجہ سے شراب فروشوں کو بھی آزادانہ تجارت کا موقع حاصل ہو گیا ہے۔" (صفحہ ۷۰)

"صحیح ہے کہ موجودہ عمومی آزادی کے نتیجہ میں کچھ بے اعتدالیاں پیدا ہوں گی۔ مثلاً کچھ لوگ اسلام پر بے جا تنقید کریں گے یا ایسی کتابیں چھاپیں گے جو مسلمانوں کو اسلام کی اہانت معلوم ہوں گی۔" (صفحہ ۷۰)

مطالعہ : ہے آب و گل کی اس دنیا میں کوئی کافر؟

جسے مولانا وحید الدین خان پر

شیطان سلمان رشدی کا وکیل ہونے میں شک ہو؟

وکالت کا نقطہ عروج ہے کہ

اپنا ایمان جاتا ہے تو جائے

مؤکل کو جتانا ضروری ہے

اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی!

شیطان رشدی کو بھی "شیطانی آیات فروشی" کی "آزادانہ تجارت" کا موقع حاصل ہونا چاہیئے!

اس بڈھے ترجمان کو کون سمجھائے کہ اہل ایمان مسلمانوں کے نزدیک

"آزادی" کی یہ بڑی زیادہ اور ناقابل قبول قیمت ہے!

(۹) "موجودہ زمانے کے مسلمانوں کے پاس اپنے مذہب کے حق میں فخر و ناز کا ذخیرہ تو ضرورت سے زیادہ ہے مگر دلائل براہین کا ذخیرہ ضرورت سے بھی کم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اہانت کا کوئی لفظ دیکھ کر بھڑک اٹھتے ہیں۔ اس معاملہ میں مسلمانوں کو اپنی کمی دور کرنی چاہیئے نہ کہ دوسروں کے خلاف مشتعل ہو کر اسلام کی جگ ہنسائی کا سامان کریں" (صفحہ ۱۷)

مطالعہ : لیجئو! پکڑیو! دوڑیو! اور سنیو!

"شیطانی ہزلیات" کی اشاعت سے

"اسلام کی جگ ہنسائی کا سامان نہیں" ہُوا تھا

"اسلام کی جگ ہنسائی کا سامان" تو

"شیطانی ہفوات" کی اشاعت کے خلاف

مسلمانوں کے "مشتعل ہونے" پر ہُوا تھا!

"شیطانی ہفوات" کو لوگ سچ ہی سمجھیں گے

اور اگر مسلمان آہ و زاری نہ کرتے تو

دنیا والے ضرور بالضرور سچ ہی سمجھتے!

اول فول بکواس کا جواب کیا دیا جائے؟

خاص کر وہ شخص کیا کرے جس کا

گالیوں "کا ذخیرہ ضرورت سے بھی کم ہے"!

(۱۰) "مسلمان دوسروں کی جن باتوں پر بھڑکتے ہیں' خود بھی وہ دوسروں کے لئے اسی قسم کے الفاظ بولتے ہیں۔ مگر موجودہ مسلمانوں کی خوش قسمتی یہ ہے کہ دوسرے لوگ اپنے

مذہب کے بارے میں اتنے حساس نہیں ہیں جتنا کہ مسلمان اپنی شکست خوردگی کی بنا پر حساس ہو گئے ہیں" (صفحہ ۷۲)

مطالعہ: جاننا چاہیئے کہ مسلمانوں نے دوسروں کو بھڑکانے والے کون سے الفاظ بولے ہیں؟ مسلمانوں نے "رنگیلا رسول" (صفحہ ۷۱) اور "شیطانی آیات" ایسی کون سی "باتیں" لکھی ہیں؟ مسلمان کس سے شکست خوردہ ہیں؟ موقع محل کی وضاحت درکار ہے۔ تاکہ مسلمانوں کو "شکست خوردگی" سے دوچار کرنے والے "فاتحین" سے واقفیت حاصل کی جا سکے!

(۱۱) مناظر اسلام شیخ احمد دیدات نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مختلف مذاہب کا ذکر کیا اور کہا کہ ان سب پر بلڈوزر چلا دو "Bulldoze them all" (صفحہ ۷۲)

مطالعہ: ہر مذہبی شخص اور بالخصوص مناظر دیگر سب (مذاہب کے پیروکاروں کا اپنے مذہب میں دخول اور ان کے) مذاہب کا خاتمہ چاہتا ہے۔ مذہبی دنیا کا یہ عام وطیرہ ہے۔

مولانا کی اپنی "دعوت" اور "اسلامی مرکز" کے قیام کا مقصد بھی تو یہی ہے!

لیکن کج شیطان رشدی کے کج فکر وکیل مولانا وحید الدین خان جو کہ عقل و انصاف کے خلاف لٹھ اٹھائے پھرتے ہیں مکمل بے شرمی و بے حیائی کا مظاہرہ کرتے ہیں "ہندوستان میں بال ٹھاکرے اگر یہ کہے کہ اسلام اور مسلمانوں کو بلڈوز کر دو تو تمام مسلمان مشتعل ہو کر ہنگامہ کھڑا کر دیں گے۔" (صفحہ ۷۲)

دیکھا آپ نے کہ شیخ احمد دیدات "مختلف مذاہب" (کے پیروکاروں کو اسلام میں داخل کرکے ان) کا خاتمہ چاہتے تھے!

ان کے موئے تعین الفاظ کے انتقام میں مولانا وحید الدین خان

اسلامیان بمبئی کے قاتل، انتہا پسند، بنیاد پرست، تشدد و متعصب مسلم دشمن ہندو لیڈر بال ٹھاکرے کے خون آشام ہاتھوں سے بھارت سے اسلام اور مسلمانوں کو قتل کروانے پر تل گئے ہیں!

شیخ احمد دیدات تبلیغ سے دوسرے مذاہب کے خاتمہ کے قائل ہیں۔

جبکہ شیطان رشدی کے وکیل مولانا وحید الدین خان اس نئے جواب میں بھارت کے تمام مسلمانوں کو بال ٹھاکرے کی تیز دھار خونی تلوار کے سپرد کر رہے ہیں!

شیطان معلوم ایسی شاندار مسلم کش وکالت کے عوض مولانا نے شیطان رشدی سے فیس بھی وصول کی ہے یا بس گناہِ بے لذت کا ارتکاب کر کے مفت میں دوزخ کی آگ کا ایندھن بن رہے ہیں!

قرآن کریم (سورۃ حشر آیت ۱۱) میں منافقوں کی نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ بظاہر مسلمانوں سے ملے ہوتے ہیں لیکن درپردہ ان کے دشمنوں سے ساز باز رکھتے اور بجائے مسلمانوں کے دشمنوں کی خیرخواہی میں منہمک رہتے ہیں ایسے لوگ مسلمانوں کی تباہی کا باعث ہوتے ہیں (ماخوذ از تفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ)

ہے ایسی تحریف پر مبنی دلیل لانے کی کسی دشمن اسلام میں ہمت و جرأت؟

مولانا حضرت ناصح کا روپ دھارتے ہیں:

"آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو جس حیثیت میں پائے' وہ اس کا پورا حق ادا کرے۔ اگر اس کو بولنے کا موقع مل رہا ہے تو وہ ذمہ دارانہ کلام کرے۔ وہ وہی بولے جو اس کو بولنا چاہئے۔ وہ ایسا کلام نہ کرے جو حقیقت واقعہ سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔ اس کا بولنا حقیقت کے اظہار کے لئے ہو نہ کہ خود نمائی کئے لئے۔ اسی طرح جو سن رہا ہے اس پر بھی لازم ہے کہ وہ سننے کا حق ادا کرے۔ وہ کہی ہوئی بات کو پورے دھیان کے ساتھ سنے اور اس کو اسی معنی میں لے جس معنی میں کہنے والے نے اس کو لیا ہے" ("تذکیر" جون ۹۸ء صفحہ ۴۱)

(۱۴) برطانیہ میں مذہبی بے حرمتی Blasphemy کا قانون موجود ہے "برطانیہ کے مسلمان (زیادہ صحیح الفاظ میں برطانیہ میں مقیم کچھ ہندوستانی مسلمان) وہاں یہ مہم چلا رہے ہیں کہ مذکورہ قانون میں وسعت پیدا کر کے اس کو مسلم مذہب تک وسیع کیا جائے' تاکہ اس کے تحت سلمان رشدی کی کتاب کے خلاف عدالت میں مقدمہ چلایا جا سکے۔" (صفحہ ۸۳)

سرکار برطانیہ کی طرف سے جواب ملا "قانونی مشین' مذہب اور انفرادی عقیدہ کے معاملات سے نمٹنے کے لئے غیر موزوں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خود عیسائی مذہب اب اس قانون پر اعتماد نہیں کرتا۔ عیسائی لوگ اس پر یقین رکھتے ہیں کہ ان کے مذہب کی اپنی طاقت اس قسم کے حملوں کے مقابلہ میں بچاؤ کا بہترین ذریعہ ہے۔" (۸۴)

مسلمانوں کو ذلیل کرنے اور اپنے ملعون مؤکل کی پیٹھ ٹھونکنے کی غرض سے اس پر مولانا

نے لکھا "برطانیہ کے ہوم سیکرٹری کے الفاظ مسلمانوں کے اوپر گہرا طنز ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ——— ہمارا مذہب اتنا طاقتور ہے کہ بے حرمتی کے خلاف قانون کے ہوتے ہوئے بھی ہم اس کے استعمال کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ دوسری طرف تمہارا حال یہ ہے کہ تم سمجھتے ہو کہ تمہارے مذہب کی حرمت اسی وقت محفوظ رہ سکتی ہے جب کہ اس کی پشت پر قانون اپنا ڈنڈا لئے ہوئے اس کی چوکیداری کر رہا ہو" (صفحہ ۸۴)

مطالعہ : اس ضمن میں بس اتنی سے گذارش ہے کہ عیسائی مذہب واقعی بہت "طاقت ور" ہے۔ اپنی حرمت کی حفاظت کے لئے "اس کی پشت پر ڈنڈا لئے ہوئے قانون کی چوکیداری" کی قطعی حاجت نہیں ہے۔ عیسائی مذہب کی "طاقتوری" کے ذرا چند نکات ملاحظہ ہوں:-

شرابی نوح کا بدمستی میں برہنہ ہونا (بائبل کی کتاب پیدائش ۹ : ۲۱) لوط کا شراب میں بدمست ہو کر بیٹیوں سے زنا (پیدائش باب ۱۹) یعقوب کے بیٹے روبن کا اپنی (سوتیلی) ماں سے زنا (پیدائش ۳۵ : ۲۲) داؤد کا نہاتی ہوئی خوبصورت پڑوسن پر عاشق ہونا اور اس سے زنا (۲۔ سموئیل باب ۱۱) سلیمان کا بت پرست بیویوں کے کہنے پر بت پرستی اختیار کرنا (۱۔ سلاطین باب ۱۱) خود مسیح اخفائے حق (مرقس ۴ : ۱۰) اور ہیرا پھیری و جھوٹ (انجیل یوحنا ۷ : ۱۰) کا مجرم تھا۔ اس نگری میں خدا کا یہ حال ہے کہ وہ انسانوں کے مقابلہ میں کمزور ہے۔ (قضاۃ ۱ : ۱۹) فتنہ پرور ہے (قضاۃ ۲۱ : ۱۵) جھوٹا ہے (زبور ۸۹ : ۳، ۴) حجام ہے (یسعیاہ ۸ : ۲۰) برہنہ ہو کر پھرتا ہے (میکاہ ۱ : ۸) دغا باز ہے (یرمیاہ ۴ : ۱۰) کشتی میں یعقوب سے پچھاڑ کھاتا ہے (پیدائش باب ۳۲) بیوقوف اور کمزور ہے (۱۔ کرنتھی ۱ : ۲۵) کسی کے ان اشعار میں عیسائیت کی "طاقتوری" کا کیا خوب بیان ہے۔

عشق میں ہم نے تو پائے زخم بھی مرہم پروف
خوب ہیں وہ لوگ جن کو مل گئے ہیں غم پروف
سردی و گرمی کا ان پر کچھ اثر ہوتا نہیں
کشتہ فولاد کھا کر ہو گئے موسم پروف

مذہبی بے حرمتی کا قانون جن حالات و مواقع میں انگلستان میں وضع کیا گیا تھا ہم ان سے ناواقف ہیں۔ البتہ یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے۔ کہ عیسائیت میں مذہبی بے حرمتی کا سرے سے کوئی تصور نہیں ہے۔ کیا انبیاء کیا خدا کسی کی بھی حرمت قائم و محفوظ

نہیں۔ بفرض محال اس قانون کو حرکت میں لایا جائے تو سب سے پہلے بائبل اور اسے ماننے والے اس کی زد میں آئیں گے!

(۳) رشدی کی تنگی و انتہائی وکالت (i) "آیت اللہ خمینی نے کہا ہے کہ شیطانی آیات کے مصنف سلمان رشدی کو قتل کر دیا جائے۔ بہت سے سنی علماء نے بھی براہ راست یا بالواسطہ طور پر اس کی تائید کی ہے مگر اسلامی نقطہ نظر سے یہ صد فی صد غلط ہے۔"

سلمان رشدی کیوں اس قابل ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ عام طور پر اس کا سبب یہ بتایا گیا ہے کہ وہ توہین رسولؐ یا توہین اسلام کے جرم کا مرتکب ہوا ہے۔ سلمان رشدی کی کتاب میں کچھ "واقعات" کو افسانہ کے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ تلک الغرانیق العلیٰ کا قصہ یا حضرت عائشہؓ (زوجہ رسولؐ) کو صفوان بن معطل کے ساتھ ملوث کرنے کا قصہ۔ یہ سب قصے پرانے ہیں۔ سلمان رشدی ان کا خالق نہیں ہے۔ سلمان رشدی نے دوبارہ ان واقعات کو ناول کے پیرایہ میں بیان کر دیا ہے۔ پھر جن قصوں کے مصنف اول کو قتل کی سزا نہیں دی گئی ان کے مصنف ثانی کو کیوں قتل کی سزا دی جائے گی۔" (صفحہ ۸۷)

مطالعہ: (i) نمبر(۲) میں کیا جا چکا ہے۔

(ii) "پاکستان کی خاتون وزیر اعظم نے کہا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس معاملہ کو طول دینے سے مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچے گا؟ توہین عقیدہ کو دہرانا بھی ویسا ہی گناہ ہے جیسا بجائے خود توہین کرنا۔ انہوں نے کہا اس بات کے مدنظر میرے خیال سے بنیاد پرست مذہبی لوگ بھی رشدی کے ناول اور اس کے قابل اعتراض موضوعات کی تشہیر کر کے اسی گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں جس کا ارتکاب رشدی نے کیا ہے" (صفحہ ۹۸)

مطالعہ: (الف) رشدی کا ناول تو بمعہ رشدی گیا جہنم میں! مغرب کی پروردہ محترمہ بے نظیر زرداری کی جدیدیت پسند اور جدید تعلیم یافتہ کھوپڑی میں اہانت رسول کا تصور ہی نہیں سما رہا!

(ب) رشدی کا جرم سمجھانے کی غرض سے "توہین عقیدہ کو دہرانا" ضروری تھا!

(ج) "شتم رسول کا مسئلہ" صفحات ۹ تا ۱۸ پر اسلام کو بدنام کرنے کے سلسلہ میں عیسائیوں کی لغو حرکات کا مذکور ہے۔

صفحات ۵۰ تا ۵۳ پر رشدی کی "لغو کتاب" میں سے چند لغویات مندرج ہیں۔

اب بے نظیر نظریہ کے ترجمان مولانا وحید الدین خان ہمیں بتائیں کہ انہوں نے دیدہ

دانستہ "توہین عقیدہ کو دہرانے کا گناہ" کیوں کیا ہے؟

ایسا کر کے مولانا بھی "بنیاد پرست مذہبی لوگوں" کی صف میں جا کھڑے ہوئے ہیں اور "اسی گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں جس کا ارتکاب رشدی نے کیا ہے۔" ع

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ اس طرح مولانا ڈبل مجرم بنے ہیں اور رشدی کی وکالت میں کتاب لکھ کر ڈبل!

(iii) "اگر شتم کے اس مسئلہ کو صحیح مان لیا جائے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ صدیوں سے تمام علماء اور تمام مسلم حکمران اس معاملہ میں مجرمانہ غلطی کرتے رہے ہیں کیونکہ بار بار سب و شتم کا واقعہ ہونے کے باوجود انہوں نے اس مسئلہ پر عمل نہیں کیا۔ نہ علماء نے قتل کے فتوے دیئے اور نہ حکمرانوں نے ایسے لوگوں کو قتل کرایا" (صفحہ ۱۴۱)

مطالعہ : اجی سب کچھ ہوتا رہا ہے۔ یار لوگ "ناموس رسولؐ اور قانون توہین رسالت" پڑھیں یہ کتاب سرمہ نور چشم کا کام دے گی اور ان پر چودہ طبق روشن ہو جائیں گے۔ بفضلہ تعالیٰ۔ (کتاب کا اشتہار شامل اشاعت ہے۔)

(iv) "پھر جن قصوں کے مصنف اول کو قتل کی سزا نہیں دی گئی' ان کے مصنف ثانی کو کیوں قتل کی سزا دی جائے گی"؟ (صفحہ ۸۷)

(v) "شرعی طور پر ان کے لیے جائز نہیں کہ سلمان رشدی زندہ موجود ہو اور وہ اس کے معاملہ میں خاموشی اختیار کر لیں۔ انہیں نہ صرف لکھنا اور بولنا چاہیئے بلکہ اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر اپنے اعلان کی عملی تکمیل کرنا چاہیئے۔ اور اگر ان پر ان کی غلطی واضح ہو گئی ہے تو ان کا فرض ہے کہ جس طرح پہلے انہوں نے واضح لفظوں میں رشدی کے گردن زنی ہونے کا اعلان کیا تھا۔ اب کھلے طور پر اپنی مجرمانہ غلطی کا اعتراف کریں اور جن لوگوں تک انہوں نے اپنی پہلی رائے پہنچائی تھی' اب ان تمام لوگوں تک اپنی دوسری رائے بھی پہنچائیں" (صفحہ ۱۹۰)

(vi) مولانا رقمطراز ہیں "موجودہ دور میں آزادی خیر اعلیٰ کی حیثیت رکھتی ہے۔ آج کا انسان کسی ایسے مذہب یا نظام کو غیرمہذب اور وحشیانہ سمجھتا ہے جو آزادیٔ فکر کو تسلیم نہ کرتا ہو" (صفحہ ۱۴۹)

نوٹ کیجئے مولانا وحید الدین خان تلقین فرما رہے ہیں کہ حضرت نبیؐ کریم ﷺ کو گالیاں دینے کی آزادی کا کارِ خیر موجودہ زمانہ میں "خیر اعلیٰ کی حیثیت رکھتا ہے۔"

شیطان رشدی کی "شیطانی آیات "خیر اعلیٰ" کا شاہکار ہے!

مسلمانوں کو اسے بجا و درست تسلیم کر لینا چاہیئے!

ورنہ اسلام ایک

"غیر مہذب اور وحشیانہ" مذہب قرار پائے گا!

ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے پسندیدہ دین اسلام، کلام مجید اور حضرت نبی اکرم ﷺ کے باغیوں کی آزادیٔ فکر کی "خیر اعلیٰ" سے کچھ تعلق واسطہ نہیں ہے۔ وہ جو چاہیں مانیں ہمیں اس سے کیا؟

ہم تو حیرت میں ڈوبے جا رہے ہیں عالم اسلام کے ایک ممتاز عالم دین مولانا وحید الدین خان کی دشمنان دین کی تائید و حمایت اور وکالت پر! اور اکتفا کرتے ہیں انہیں مولانا ظفر علی خاں کا یہ شعر سنانے پر!۔

گردیں سے تمسخر کرنے والے ہی مہذب ہیں
تو تہذیب کے ان پُتلوں سے مجھ ایسا گنوار اچھا

(۱۴) طعن و تشنیع: "موجودہ زمانہ میں مسلم رہنماؤں کا اولین اور اہم ترین کام یہ تھا کہ وہ جدید علوم کو پڑھیں وقت کی زبانوں کو سیکھیں..... مگر جدید اسلوب میں طاقتور لٹریچر وجود میں لانا تو درکنار موجودہ مسلم رہنما قرآن کا ایک صحیح انگریزی ترجمہ بھی تیار کر کے شائع نہ کر سکے"

"ایسی حالت میں مسلم رہنماؤں کا سلمان رشدی کے خلاف ہنگامہ کرنا حقیقتاً خود اپنی نالائقی پر پردہ ڈالنے کے ہم معنی ہے۔ یہ اس کام کا کریڈٹ لینے کی کوشش کرنا ہے جس کو انہوں نے سرے سے انجام ہی نہیں دیا اور قرآن کا فیصلہ ہے کہ جو لوگ بن کئے پر کریڈٹ لینا چاہیں ان کے لئے خدا کے یہاں عذاب ہے نہ کہ انعام (آل عمران ۱۸۸)" (صفحہ ۱۸۳)

(۱۵) مغرب کی وکالت: "ہمارا لکھنے اور بولنے والا طبقہ عام طور پر سلمان رشدی کو "اعداء اسلام" کی سازش سمجھتا ہے۔ اس کا خیال یہ ہے کہ یہ اسلام کے خلاف اہل مغرب کی سازش ہے جس نے سلمان رشدی کے قصہ کی صورت اختیار کی۔ میرے نزدیک یہ محض

سطحی بات ہے جو سراسر بے بنیاد ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سلمان رشدی کی کتاب مصنف کا ایک انفرادی فعل ہے۔ نہ کہ مغربی ملکوں کا کوئی اجتماعی منصوبہ" (صفحہ ۱۸۶)

"حال ہی میں لندن سے ایک اور کتاب چھپی ہے۔ اس کتاب نے اس افسانہ کا خاتمہ کر دیا ہے کہ سوویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد مغرب نے اسلام کو اپنے عدو کے روپ میں پیش کرنا شروع کیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ اس افسانہ کی شہرت مغربی دنیا سے زیادہ مسلم دنیا میں ہوئی ہے (مسلم دنیا سے متعلق جو ہُوا۔ اسلم) یہ کتاب ایسے لوگوں کے لئے انتہائی قابل مطالعہ کتاب ہے جو عداوت کے مفروضہ میں یقین رکھے ہوئے ہیں۔" (صفحہ ۱۸۷)

مطالعہ : مغرب کی اسلام دشمنی کو مولانا اندریں الفاظ بقلم خود تسلیم کر چکے ہیں "رائٹر کی اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اسلام اور مغرب کے درمیان ۱۴ صدیوں سے جو سیاسی اور فوجی رقابت قائم تھی، جس نے دونوں کے درمیان تعصب اور غلط فہمی کی تلخیاں پیدا کر رکھی تھیں، وہ سلمان رشدی کے ناول "شیطانی آیات" کے ذریعے از سرنو زندہ ہو گئی ہیں۔ ۱۹۷۹ء میں ایران کے نام نہاد انقلاب کے ذریعہ اسلام اور مغرب کے درمیان تعصب کی جو فضا پیدا ہوئی تھی اس کے بعد یہ دوسرا شدید ترین واقعہ ہے جو رشدی کی کتاب کے ذریعہ سامنے آیا ہے۔"

"اسلام اور مغرب کے درمیان یہ کشمکش، اسپین اور فرانس میں مسلمانوں کے حملہ سے شروع ہوئی۔ اس کے بعد قرون وسطیٰ میں صلیبی جنگوں اور اس کے بعد ۱۹ ویں صدی میں مسلم دنیا پر یورپ کی فتح کی بنا پر دونوں ایک دوسرے کو دشمن کی نظر سے دیکھتے رہے (صفحہ ۱) اس طرح کی مختلف تفصیلات دیتے ہوئے رپورٹر نے بتایا ہے کہ کس طرح اسلام اور مغرب کے درمیان ایک دوسرے کے خلاف نفرت اور حقارت کے جذبات چھپے ہوئے ہیں" (صفحہ ۶۴)

مولانا کا تبصرہ ہے "یہ رپورٹ بطور واقعہ صحیح ہے۔ اس نفرت نے ایک ہزار سال سے مغرب کے درمیان اسلام کی وسیع اشاعت کا دروازہ بند کر رکھا ہے۔ جدید سائنسی انقلاب نے مذہب کو غیر مؤثر بنا کر اس میں بہت زیادہ کمی کی ہے تاہم سطح کے نیچے اب بھی یہ منفی جذبات اہل مغرب کے درمیان موجود ہیں۔" (صفحہ ۱۸۷)

اسے کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ بولے!

مولانا کا اپنا وضع کردہ اصول ہے کہ "جو لوگ اس معاملہ میں مغرب کے رویہ کو اسلام دشمنی یا اسلام کے خلاف سازش قرار دیتے ہیں وہ صرف اپنی جاہلانہ بے بصیرتی کی خبر دے رہے ہیں نہ کہ کسی حقیقت واقعہ کا اعلان کر رہے ہیں جو لوگ حقیقتوں کو اتنا کم جانیں' ان کو چاہئے کہ وہ اپنی زبان بند رکھیں' نہ کہ سطحی الفاظ بول کر غیر ضروری طور پر عوام کا ذہن خراب کریں" (صفحہ ۶۸)۔

ہم دیکھ چکے ہیں کہ مولانا اپنے ہی قائم کئے ہوئے قانون کے تحت خود مجرم ہیں' "جاہل" ہیں' "بے بصیرت" ہیں۔ "حقیقتوں کو کم جانتے" ہیں۔

لہٰذا انہیں "اپنی زبان بند رکھنی چاہئے" اور "سطحی الفاظ بول کر"

"غیر ضروری طور پر"

"عوام کا ذہن خراب نہیں" کرنا چاہئے!

رشدی سازش ہے

اب ہم مغرب ہی کی زبانی معلوم کریں گے کہ رشدی اسلام دشمن مغرب کی اسلام کے خلاف ایک گہری سازش ہے:۔

سلمان رشدی برطانوی جاسوس ہے: پیرس (ا پ س) فرانسیسی رسالے پیرانج نے اپنے حالیہ شمارہ میں انکشاف کیا ہے کہ سلمان رشدی برطانیہ کا جاسوس ہے۔ اس نے اپنی کتاب شیطانی ہفوات برطانوی جاسوسی ادارہ کے حکم پر لکھی۔ رسالہ لکھتا ہے کہ برطانیہ سلمان رشدی کے حفاظتی انتظامات پر سالانہ ۳۰ لاکھ فرانک خرچ کرتا ہے۔ رسالے نے سوال کیا ہے کہ انگریز قوم بڑی کنجوس ہے جہاں اسے فائدہ نہ ہو وہ ایک فرانک بھی خرچ نہیں کرتی۔ اس لئے اگر رشدی برطانیہ کے مفادات کی خدمت نہیں کرتا تو پھر اس پر اتنی رقم خرچ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا" (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۱۴ جنوری ۹۴ء)

اس سلسلہ کی تازہ ترین خبر یہ ہے:۔

"شاتم رسول کی سیکورٹی پر بھاری اخراجات: لندن (رپورٹ سلطان محمود) سرکاری سطح پر اس انکشاف پر' کہ شاتم رسولؐ سلمان رشدی کی سیکورٹی پر ختم ہونے والے

مالی سال میں ڈیڑھ ملین پونڈ کا خرچہ آیا ہے" برطانوی عوام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے برطانیہ کی وزارت خزانہ نے اپنی سالانہ رپورٹ میں بتایا ہے کہ شیطانی آیات کے اس مردود مصنف کی حفاظت پر گزشتہ ایک سال میں ٹیکس دہندگان کے ڈیڑھ ملین پونڈ صرف ہوئے ہیں۔ اس کثیر سرمایہ کے اصراف کی بعض اخباروں میں شائع ہونے والی خبر کے نتیجہ میں شدید عوامی ردعمل منظر عام پر آ رہا ہے اور عوام کی اکثریت اس حق میں نہیں ہے کہ اس شخص کی حفاظت پر اس قدر زیادہ سرمایہ خرچ کیا جائے۔ برطانوی لوگ اپنے علاقائی اخباروں کے کالم ایڈیٹر کی ڈاک میں رشدی پر خرچ کی جانے والی اس رقم کے خلاف احتجاجی مراسلات کے ذریعہ شدید نفرت کا کھل کر اظہار کر رہے ہیں۔ دریں اثناء ایک مشہور برطانوی صنعتی شہر کاونٹری سے شائع ہونے والے علاقائی اخبار "کاونٹری ٹیلی گراف" نے اپنے ادارتی کالموں میں لکھا ہے کہ سلمان رشدی ایک مال دار شخص ہے اس نے اپنی متنازعہ تصنیف شیطانی آیات سے لاکھوں پونڈ کمائے ہیں وہ اپنی حفاظت کے معقول انتظامات خود کرنے کا متحمل ہو سکتا ہے پھر اس پر سرکاری فنڈز ارزاں کرنا برطانوی ٹیکس دہندگان کے ساتھ سراسر زیادتی اور ظلم ہے۔ ادھر ایک برطانوی رکن پارلیمنٹ راجر گاسف نے کہا ہے کہ وہ آزادیٔ اظہار کے زبردست حامیٔ ہیں تحریر و تقریر کی آزادی ہی جمہوریت کی روح ہے اور برطانیہ جیسے ایک جمہوری ملک میں اپنا مؤقف اور نقطہ نظر بیان کرنے کا ہر شخص کو حق حاصل ہے لیکن ہمیں اس حق کا ناجائز استعمال کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ سلمان رشدی کی متنازعہ کتاب کو آزادیٔ اظہار کے حق کے استحصال کی ایک بری مثال ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس نے اپنی اس تصنیف سے عالم اسلام کو بے پناہ دکھ پہنچایا ہے۔ اسے ایسی تضحیک آمیز کتاب لکھنے سے پہلے یہ سوچنا چاہیئے تھا کہ اس کے نتائج اس سے کے حق میں اچھے نہیں نکلیں گے۔ اگر آج وہ مصیبت میں پھنسا ہوا ہے تو اس میں برطانوی عوام کا کوئی قصور نہیں ہے۔ قومی اخبار روزنامہ "سن" نے بھی حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ سلمان رشدی کو مجبور کرے کہ وہ اپنی حفاظت کے اخراجات خود ادا کرے۔ "سن" نے پچھلے دنوں اپنے ایک خصوصی اداریہ میں لکھا تھا کہ ہر شخص کے جان و مال کی حفاظت بلاشبہ برطانوی حکومت کی ایک بنیادی ذمہ داری ہے اور ایران کے انقلابی رہنما آیت اللہ خمینی کے فتوے سے سلمان رشدی کی زندگی کو خطرہ ہے لیکن جب یہ شخص اس قدر زیادہ مالی وسائل سے ہمکنار ہے تو

پھر اس پر عوامی سرمایہ خرچ کرنا کسی بھی طرح مناسب اور جائز نہیں۔ برمنگھم کے رہائشی ایک پاکستانی نژاد رہنما اور سینئر مقامی مجسٹریٹ الحاج محمد انور مغل نے برطانوی حکومت کو یاد دلایا ہے کہ برطانیہ میں سب سے بڑی اقلیت مسلم کمیونٹی ہے اور ملکی نظام چلانے کے لئے مسلمان بھی برابر ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ سلمان رشدی نے اپنی بے ہودہ کتاب سے برطانیہ میں رہائش پذیر ہر مسلمان کے مذہبی جذبات کو شدید ٹھیس پہنچائی ہے۔ اس نے پورے عالم اسلام کو خون کے آنسو رُلایا ہے۔ چنانچہ ایسے شخص کی حفاظت پر مسلمانوں کے ٹیکس کی رقم خرچ کرنا جلتی پر تیل ڈالنے کے مترادف ہے۔" (نوائے وقت ۳ مئی ۹۸ء)

یہ خبر بھی قابل مطالعہ ہے:

"ڈاکٹر بشیر اختر برطانیہ بدر"

"برطانیہ میں پاکستانی ڈاکٹر بشیر اختر کو سلمان رشدی کے خلاف کتاب لکھنے پر شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اور وہ برطانیہ چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اگرچہ برطانیہ اظہار آزادی کا بڑا چرچا کرتا ہے لیکن ڈاکٹر بشیر اختر نے رشدی کے جواب میں جو کتاب لکھی ہے اسے کوئی برطانوی پبلشر شائع کرنے کو تیار نہیں ہے۔ دوسری طرف سلمان رشدی کی زنانہ ایڈیشن ڈاکٹر تسلیمہ نسرین کی یورپ میں بڑی پذیرائی ہو رہی ہے۔ اور اسے نہ صرف جرأت و بہادری کے ایوارڈ دیئے جا رہے ہیں بلکہ اہل یورپ نے اسے نوٹوں سے بھی لاد دیا ہے۔ اس کی یہ پذیرائی دیکھ کر دیگر خواتین اور مرد حضرات کے منہ میں پانی بھر آیا ہے اور وہ دیگر رشدی یا رشدن بننے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ یورپ کا انسانی حقوق کا معیار یہ ہے کہ آپ کو اسلام کے خلاف بولنے اور لکھنے کی پوری پوری آزادی حاصل ہے لیکن اگر آپ اسلام کے دفاع میں کچھ کہنا چاہیں تو آپ پر بنیاد پرستی اور تنگ نظری کا لیبل چسپاں کر دیا جاتا ہے۔" ("نوائے وقت" ۲۴.۸.۹۴)

جتنا لکھتے جائیں گے جلے ہوئے دل کے پھپھولے ہی دکھانے ہیں۔ انسانی حقوق کے مشہور عالمی ادارہ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے امن و سلامتی کا ایوارڈ دینے کے لئے ترکی سے ایک ملحد عزیز نشین کو منتخب کیا۔ اس کا کارنامہ "شیطانی ہزلیات" کو ترکی زبان میں ترجمہ کرنا تھا۔ جس ہوٹل میں وہ ٹھہرا تھا لوگوں نے اسے نذر آتش کر دیا۔ ۳۷ سے زائد اشخاص لقمۂ اجل بن

گئے (نوائے وقت ۲ جنوری ۹۴ء)

مسلمانوں کی "ندامت" اور فتویٰ کی واپسی

مولانا کا عندیہ ہے: "برائی کے خلاف عاجلانہ اقدام خدا کی اسکیم کے خلاف ہے چنانچہ اس کا نتیجہ اکثر حالات میں ندامت ہوتا ہے۔ سلمان رشدی کے معاملہ میں تقریباً پوری ملت اسی نادانی سے دوچار ہوئی ہے۔ اس معاملہ کی خبر جب میڈیا کے ذریعہ لوگوں کے سامنے آئی تو تحقیق اور مشورہ کے بغیر ہر ایک لفظی جہاد کے میدان میں کود پڑا مگر آخر میں ہر ایک کو ندامت کا شکار ہو کر پیچھے ہٹنا پڑا۔" (صفحہ ۱۸۸)

"خود ایرانی رہنماؤں کا بھی یہی حال ہوا۔ ابتداء انہوں نے بڑے زور شور کے ساتھ قتل کی سزا کا اعلان کیا مگر اس کے بعد ساری دنیا میں ان کے خلاف جو ردعمل ہوا اس کی بنا پر وہ اس کے لئے کوئی بھی عملی اقدام نہ کر سکے۔ پھر یہ خبریں آنے لگیں کہ ایرانی رہنما سلمان رشدی کے قتل کے فتویٰ کو واپس لے رہے ہیں۔ آخر کار بارہ مارچ ۱۹۹۶ء کو ابو ظہبی کی ڈیٹ لائن کے ساتھ اخباروں میں اس عنوان کی خبر آگئی کہ ---------- ایران رشدی کے خلاف قتل کی سزا کو موقوف کرتا ہے۔ اگلے دن اخباروں نے خوشی کے ساتھ اداراتی نوٹ لکھے کہ سات سال بعد ایران نے اس "غیر مہذب" فتویٰ کو واپس لے لیا۔ (صفحہ ۱۹۰)

"ملعون رشدی کے قتل کا فتویٰ واپس"

مطالعہ: علماء امت کا شیطان رشدی کے قتل کے فتویٰ کا "عاجلانہ اقدام" بجا و درست تھا۔ اس پر ندامت کا کوئی سوال نہیں تھا۔ ایرانی رہنما بھی نادم نہیں ہوئے تھے۔ انہیں سیاسی مصالح و اغراض اور دنیوی مفادات لے ڈوبے ہیں۔ یورپی یونین کی طرف سے شدید دباؤ تھا۔ امریکہ اور برطانیہ سے سفارتی تعلقات پہلے ہی منقطع تھے۔ ادھر افغانستان میں قائم ہونے والی طالبان سرکار کے مقابلہ میں بھی ایران کو عالمی حمایت اور خیرسگالی کی ضرورت تھی۔ ویسے بھی موجودہ صدر آقائے خاتمی "انسانی حقوق" کا زیادہ پاس کرنے والے ہیں۔ غرضیکہ یہ ہیں وہ حالات جن میں حکومت ایران نے ملعون رشدی کے قتل کا فتویٰ کالعدم قرار دیا ("نوائے وقت" ۹۸۔۹۔۲۱)

امید ہے کہ سطور بالا پڑھنے کے بعد مولانا وحید الدین خان کا شیطان سلمان رشدی کا

وکیل اور مسلمانوں کا دشمن ہونے میں کسی کافر کو ہی شک ہو گا!

شیطان رشدی کے جرائم

مولانا وحید الدین خان کی کتاب پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ رشدی کے ناول "شیطانی آیات" میں مندرج حسب ذیل جرائم رشدی کے شاتم رسول ﷺ اور توہین اسلام کے مرتکب ہونے اور مسلمانوں کے لیے ناقابل برداشت دل آزاری کا باعث بنے ہیں۔ مولانا نے انہیں "چند مثالیں" لکھا ہے (صفحہ ۵۰) خدا معلوم بڑے سائز کے ۵۴۷ کے اس ضخیم مجموعہ خرافات میں ابلیس رشدی نے مسلمانوں کا دل جلانے کو اور کیا کچھ تحریر کیا ہے!

(۱) شیطانی آیات: مولانا رقمطراز ہیں "سلمان رشدی کی کتاب میں ایک بات نعوذ باللہ یہ کہی گئی ہے کہ قرآن میں جبرئیل کی لائی ہوئی آیتوں کے ساتھ شیطان کی القاء کی ہوئی آیتیں بھی شامل تھیں۔ اسی بنا پر اس نے اپنی کتاب کا نام "شیطانی آیات" رکھا ہے۔ یہ نام زیادہ صحیح طور پر خود رشدی کی کتاب پر صادق آتا ہے۔ تاہم اس نے اپنے خیال کے مطابق یہ نام قرآن کو دینا چاہا ہے" ("شتم رسولؐ کا مسئلہ" صفحہ ۵۰)۔

(۲) مہاؤنڈ: "سلمان رشدی نے اپنی کتاب میں پیغمبر اسلامؐ کا نام مہاؤنڈ (Mahound) لکھا ہے۔ یہ ایک استہزائی نام ہے جس طرح بعض لوگ وہابی کو وہابڑا اور دیوبندی کو دیوبندے وغیرہ کہتے ہیں اس طرح سلمان رشدی نے آپؐ کے لیے اس بگڑے ہوئے نام کو استعمال کیا ہے جو صلیبی جنگوں کے بعد یورپ کے عیسائیوں نے آپ کے لئے گھڑا تھا" (صفحہ ۵۱)

"یہ نام بلاشبہ اشتعال انگیز حد تک لغو ہے۔ انگریزی میں ہاؤنڈ کا لفظ کتے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ م انگریزی لفظ مائی (My) کا مخفف ہے۔ اس طرح مہاؤنڈ کا دوسرا مطلب (نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد) ہے میرا کتا (صفحہ ۳۶)

(۳) طوائف: "سلمان رشدی نے اپنی کتاب میں ایک اور نہایت بے ہودہ حرکت یہ کی ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ محترمہ کو نعوذباللہ ایک بدکردار خاتون کے روپ میں دکھایا ہے۔ یہ بلاشبہ اشتعال انگیز حد تک ایک بے ہودہ بات کہی ہے کوئی

مسلمان کتاب کے اس حصہ کو ٹھنڈے ذہن کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا" (صفحہ ۵۴)

(۴) قحبہ خانہ : مسلمان رشدی نے اپنی کتاب میں رسول اللہؐ کے ساتھ کئی بیویاں ہونے کا مذاق اڑایا ہے۔ اور آپ کے گھر کو نعوذباللہ' قحبہ خانہ (Brothel) کا نام دیا ہے (صفحہ ۳۷۶)" (صفحہ ۹۱)

رشدی کی قابل غور شیطانی : اسلامک فاؤنڈیشن لیسٹر برطانیہ نے ۱۹۹۱ء میں Sacrilege versus Civility کے عنوان سے شیطانی ہفوات سے متعلق مسلم نقطہ نگاہ بیان کیا۔ بڑے سائز کے ۳۸۳ صفحات کی کتاب میں شیطانی ہزلیات کے بارے میں گوناگوں بھرپور مفید مطلب معلومات دی گئی ہیں۔

ہفوات کے پبلشر نے فاؤنڈیشن کے مراسلہ کے جواب میں لکھا:

"...... آپ کو اور آپ کے کچھ مسلم بھائیوں کو کتاب کی وجہ سے تکلیف پہنچنے پر ہم معذرت خواہ ہیں۔ البتہ محسوس کرتے ہیں کہ آپ کا ردعمل کتاب کا مفہوم سمجھنے میں غلطی پر مبنی ہے۔ ہمارے نزدیک گذشتہ ہفتے کے جریدہ Listener کے تبصرہ نگار نے کیا خوب لکھا' ناول پڑھ کر اسلام کے بارے میں بالکل کوئی غلط تاثر پیدا نہیں ہوتا......' علاوہ ازیں خالصتاً ادبی لحاظ سے بھی کتاب کی انتہائی ممکن تعریف کی گئی ہے۔ Sunday Times لندن نے اسے 'شاہکار' قرار دیا۔ اور بھارت میں Indian Post نے 'حیران کن اور عظیم الشان' پکارا.... ہمیں توقع ہے کہ ناول کے بارے میں آپ کا ذہن تبدیل نہیں ہو گا۔ لیکن امید ہے کہ اس سے آپ کو سوال کا جواب مل جائے گا کہ ہم نے اسے کیوں قابل اشاعت سمجھا...." (صفحہ ۳۱۹)

صفحہ ۳۳ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ رشدی نے امہات المومنین کو 'پردہ کی طوائفیں' لکھ کر اسلامی حجاب کا بھی مذاق اڑایا ہے۔ اور ہاں! شیطان رشدی کا یہ قحبہ خانہ خیر سے خانہ کعبہ میں قائم تھا۔ قحبہ خانہ کی ایک طوائف' مسلمانوں کی قابل صد احترام اماں' عائشہ کا چار بار ایسے دلآزار طریقہ سے تعارف کرایا گیا ہے کہ قاری کی آتش انتقام شیطان رشدی کے ناپاک و پلید جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہی ٹھنڈی ہو سکتی ہے!

فتح مکہ کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں ہی رہائش پذیر رہے

تھے۔ لیکن مسلمانوں کی دل و جان سے پیاری عفت مآب ماؤں پر مشتمل شیطان رشدی کا یہ قحبہ خانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر سرکردگی بیت اللہ واقع مکہ مکرمہ میں قائم تھا۔

یعنی مسلمانوں کو چڑانے، اشتعال دلانے اور دل جلانے کی اندھی دھن میں رشدی نے تاریخی حقائق کا بھی خون کیا ہے۔

غرضیکہ رشدی بدنیتی سے عمداً، قصداً اور بالفعل مسلمانوں کے نازک ترین مذہبی جذبات سے کھیلا ہے۔

جو شخص پڑھے گا کہ بانیٔ اسلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں قحبہ خانہ کھولے بیٹھے تھے۔ تو وہ آپؐ اور اسلام کے بارے میں "غلط تاثر" کیوں نہیں لے گا؟

جبکہ بت پرستوں کے مندروں میں نرتکیاں، دیو داسیاں، مُرلیاں اور مقدس طوائفیں پروہتوں کی زیر سرپرستی یہی کچھ کیا کرتی تھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سردار پروہت اور اسلام کے بھی ایک عام بت پرست مذہب ہونے میں کیا شک رہ گیا؟

یوں لگتا ہے کہ رشدی نے یہ ناول لکھ کر اسلام کے بارے میں قرون وسطیٰ کے اندھے متعصب عیسائیوں کے مکروہ و مذموم پراپیگنڈہ کو زندہ کیا ہے۔ (جس کا "شتم رسول کا مسئلہ" کے صفحات ۹ تا ۱۸ پر مذکور ہے)

اس گندگی کو اچھالے جانے پر دشمنان اسلام نے تو واہ واہ کے نعرہ ہائے تحسین بلند کرنے ہی تھے!

ادھر کسی کی توجہ ہی نہیں گئی۔ فی الحال پبلشر کو جہنم رسید کر کے بھی تو گزارہ مزارہ چل سکتا ہے! "آزادی رائے کی علمبرداری" کا مزا اسے بھی تو آنا چاہیئے!

اپنے موضوع پر لاثانی شاہکار تیار کرنے کی عرقریزی پر ایم ایم احسن اور اے آر قدوائی کی خدمت میں امت مسلمہ کی طرف سے تہ دل سے ہدیہ تبریک تحریر ہے!

امید ہے کہ یہ کتاب فاؤنڈیشن کے پاکستانی دفتر انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹیڈیز نصر چیمبرز بلاک ۱۹ مرکز ایف سیون اسلام آباد سے بھی مل جائے گی۔

عیسائیت اور عیسائیوں کے مسائل کے ۴۵ سالہ مطالعہ کی بدولت مولانا کی کتاب ہاتھ لگی۔ شیطان رشدی کی شرانگیز شیطانیوں کی "چند مثالیں" پڑھ کر میرے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ رشدی بڑی، دور افق کے اس پار ہے۔ اس کے گرد پاسپورٹوں اور ویزوں کا مضبوط

حصار ہے! وہ مردود سرکار برطانیہ کی خصوصی نگہداشتوں اور حفاظتوں میں سرشار ہے! دس سالہ مشاہدہ شاہد ہے کہ اس تک رسائی خواص کی قوت سے بھی باہر ہے! دیکھیں وہ جہنم کی اتھاہ گہرائیوں میں کب گرتا ہے!

رشدی کی وکالت و تائید میں مولانا نے جو کچھ لکھا ہے' ان کی نمایاں اسلامی حیثیت کے مدنظر' وہ بھی رشدی کی شیطانیات سے خون کو کچھ کم کھولا دینے والا نہیں ہے!

مولانا کے جرائم

ہم جان چکے ہیں کہ مولانا نے رشدی کے جرائم کو ہلکے انداز میں پیش کیا ہے۔

اب ہم مولانا کو مسلمانوں کی مخالفت اور رشدی اور دیار مغرب کی موافقت میں دیوانہ ہوتے دیکھیں گے۔ مولانا کا مقصود و مطلوب مسلمانوں کو رگیدنا' ان کے عیوب و نقائص کی نشاندہی اور اغیار کو اُبھارنا و اُکسانا اور ہلاشیری دینا ہے۔ خواہ اس کے لیے انہیں گنگا گئے تو گنگا داس' جمنا گئے تو جمنا داس کی پالیسی اپنانی پڑے! وہ جوش خطابت میں' اپنی ہی تردید کر جائیں! مولانا مسلمانوں کو بے وقعت کرنے کی غرض سے تجاہل عارفانہ سے کام لیں گے یا کمل ڈھٹائی سے مغرب کا رویہ مسلمانوں کے سر تھوپ ڈالیں گے! چند مثالوں پر اکتفا کیا گیا ہے:۔

(ا) پردہ پوشی: شیطان رشدی کا قحبہ خانہ' کعبہ شریف میں قائم تھا جبکہ مولانا نے اسے "آپ کے گھر" (صفحہ ۹۱) میں بتا کر ملعون رشدی کی پردہ پوشی کی ہے' اس کے جرم کو گھٹا کر پیش کیا ہے۔ یوں مردود کا ساتھ دیا ہے جو کہ مولانا کا ایک شدید جرم ہے۔

(۲) احتجاج کرنے والوں کی تعداد: "شیطانی ہفوات" کے خلاف مسلمانوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی تھی۔ اس ضمن میں مولانا کی رائے ہے "تاہم اس لفظی جہاد میں زیادہ تر ہندوستان' پاکستان اور بنگلہ دیش کے مسلمان شریک تھے۔ لندن کی سڑکوں پر جو مظاہرے ہوئے ان کے پیچھے بھی انہیں ملکوں کے مسلمان تھے۔ بقیہ مسلم دنیا نے اس نام نہاد جہاد میں کوئی قابل ذکر حصہ نہیں لیا۔ حتّی کہ آئت اللہ خمینی کو چھوڑ کر' خود ایرانی قوم بھی بحیثیت مجموعی اس مہم میں شریک نہ ہو سکی" (صفحہ ۲۹) "سلمان رشدی کے بارے میں قتل کی وکالت کرنے والے جو مضامین شائع ہوئے ان میں عام طور پر یہ الفاظ تھے کہ رشدی نے دنیا کے ایک بلین مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ یہ الفاظ بلاشبہ خلاف واقعہ ہیں۔

اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس سلسلے میں جتنے خطوط اور مضامین چھپے ہیں وہ ۹۹ فیصد سے زیادہ ہندوستانی اور پاکستانی مسلمانوں کے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ہندوستان اور پاکستان کے "اردو خواں" مسلمان ہیں جنھوں نے اس معاملہ میں پرشور حصہ لیا۔ حتیٰ کہ بیرونی ملکوں میں جو مظاہرے ہوئے ہیں وہ بھی عملاً وہاں بسنے والے ہندوستانی اور پاکستانی مسلمانوں کی طرف سے تھے۔ ان ملکوں میں عرب ممالک یا دوسرے ملکوں کے جو مسلمان آباد ہیں انہوں نے اس میں عملاً اتنا کم حصہ لیا ہے کہ وہ تقریباً نہیں کے برابر ہے" (صفحہ ۳۲) لندن میں مظاہرہ بھی برصغیر کے ان لوگوں کی طرف سے تھا جو انگلینڈ میں مقیم ہیں" (صفحہ ۳۳) اس سلسلہ میں جو خبریں آ رہی ہیں ان میں اب تک عرب یا ترکی یا ملیشیا یا انڈونیشیا جیسے ملک کے لوگوں کا نام نہیں آیا ہے جو اس قسم کے مظاہرے اور ایجی ٹیشن میں سرگرم حصہ لے رہے ہوں۔ حتی کہ خود ہندوستان، پاکستان میں بھی صرف وہ لوگ اس مہم میں آگے ہیں جن کو ہم نے "اردو خواں" مسلمان کہا ہے۔ خود اس علاقہ کے غیر اردوداں مثلاً جنوبی ہند کے مسلمان اب تک اس مہم میں کسی قابل لحاظ حیثیت میں شریک نہیں ہوئے۔ یہ واقعہ ثابت کر رہا ہے کہ یہ مہم سارے عالم اسلام کی مہم نہیں ہے بلکہ عالم اسلام کی ایک محدود اقلیت کی مہم ہے جس نے غیر واقعی طور پر اپنے آپ کو اسلام کا واحد ٹھیکیدار سمجھ لیا ہے" (صفحہ ۳۴)

مطالعہ: (i) نامور مسلمان عالم دین مولانا وحید الدین خان کا ناموس رسالتؐ کی حفاظت میں مسلمانوں کی چیخ پکار اور جانیں پیش کرنے کو "نام نہاد جہاد" پکارنا کتنے دل گردے کی بات ہے!

یہ الفاظ بال ٹھاکرے کے منہ سے نکلنے چاہئیں تھے!

فن شعر گوئی سے متعلق نہیں ہوں! درد سے بھرا دل علم عروض کی پابندیاں کیا جانے!

شاعر کی خدمت میں بھی معذرت عرض ہے: ؎

جعفر از بنگال، قاسم ناز دکن
مولانا وحید الدین خان از دہلی
ننگ دین، ننگ ملت، ننگ وطن

(ii) یعنی بات کچھ نہیں تھی۔ رشدی کی مخالفت میں صرف برصغیر ہندوستان کے مسلمانوں کا ایک مخصوص "اردو دان" ٹولہ پیش پیش تھا اور وہ بھی عام لوگ تھے!

باقی مسلم دنیا کے رہنما' علما' عوام اور حکومتیں خاموش رہی تھیں!

لیکن مسلمانوں کو ذلیل اور بدنام کرتے اور غلط رو بتاتے وقت تاثر دیا ہے کہ رشدی کی مخالفت سارے عالم اسلام نے کی تھی۔ اس میں جمع کے صیغے اور مسلم رہنماؤں اور علماء کو بھی شامل کیا ہے! اس "نام نہاد جہاد" میں دوسری زبانوں کو بھی شریک کیا ہے! چنانچہ لکھتے ہیں:

"مگر مسلم رہنماؤں نے جس طرح عاجلانہ اور ناقص انداز میں اپنے بیانات دیے اس سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ انہوں نے غالباً اصل کتاب کو پڑھے بغیر محض سنی سنائی باتوں پر اعتماد کر کے اس کے خلاف لفظی ہنگاموں کا جوش دکھانا شروع کر دیا۔ مجھے یہ بھی نظر نہیں آتا کہ ان میں سے کسی نے اس احساس ذمہ داری کا ثبوت دیا ہو کہ وہ اس معاملہ میں شرعی حکم کی ازسرنو پوری تحقیق کرے" (صفحہ ۵۸)

(مطالعہ :اس سے تاثر ملتا ہے کہ "عاجلانہ" اور "ناقص انداز" کے بیانات اور لفظی ہنگاموں کے جوش "مسلم رہنماؤں" کی غلطی تھی کیونکہ" انہوں نے غالباً اصل کتاب کو پڑھے بغیر محض سنی سنائی باتوں پر اعتماد کرکے اس کے خلاف لفظی ہنگاموں کا جوش دکھانا شروع کر دیا" جو کہ غلط تھا!

رشدی کی "شیطانی آیات" واقعی شیطنت سے بھرپور ہیں۔ "مسلم رہنماؤں" نے شیطان رشدی کی شیطانیات کے خلاف جو کچھ بھی کیا بجا و درست تھا! کیونکہ کتاب پڑھنے والے خود مولانا وحید الدین خان کے نزدیک بھی:

"یہ کتاب اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف ایک انتہائی بیہودہ اور فحش قسم کا ناول ہے" (صفحہ ۳۸)

"اس میں شک نہیں کہ یہ ایک انتہائی لغو کتاب ہے' اس کتاب کی لغویت کے بارے میں میری وہی رائے ہے جو دوسروں کی رائے ہے" (صفحہ۵۰)

"یہ بلاشبہ اشتعال انگیز حد تک ایک بے ہودہ بات ہے" (صفحہ ۵۲))

مولانا مزید لکھتے ہیں "مسلم رہنما اگر اس معاملہ کی تحقیق کرتے"" "یہ مسلمانوں کا احمقانہ شور وغل ہے" (صفحہ ۴۰) "مسلم رہنما اگر اس معاملہ میں قرآنی حکم پر عمل کرتے"

(صفحہ ۶۱) "مسلم رہنماؤں کو یہ جاننا چاہیئے تھا" (صفحہ ۶۲) "مسلمانوں نے سلمان رشدی کے خلاف" (صفحہ ۶۳) "مسلم دنیا سلمان رشدی کی خلاف اٹھ کھڑی ہوئی ہے (صفحہ ۶۳) "اس کو بنانے میں مسلم رہنماؤں کا کوئی حصہ نہ تھا" "مسلم رہنماؤں کی یہ غلطی (صحیح تر لفظ میں سرکشی) بلاشبہ آخری حد تک ناقابل معافی ہے" (صفحہ ۶۴) "مسلمانوں کو یہ کرنا تھا"" "مسلم رہنما دعوتی امکانات سے بالکل بے خبر ہیں" (صفحہ ۶۵) "مسلم رہنماؤں کی یہ سرگرمیاں" (صفحہ ۶۶) "مگر یہ آزادی لازمی طور پر سب کے لیے ہوگی نہ کہ صرف مسلمانوں کے لیے" (صفحہ ۶۹) "مسلمان علماء اور رہنماؤں کا عام طریقہ یہ ہے کہ جب اس قسم کی کوئی کتاب چھپتی ہے تو وہ اس کے خلاف پرشور بیانات دیتے ہیں اور عوامی ہنگامے برپا کرتے ہیں" (صفحہ ۸۹) "مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ پیغمبر اسلام کا نام تاریخ میں نعوذ باللہ قاتل عالم کی حیثیت سے درج کیا جائے" (صفحہ ۳۹)

"سلمان رشدی کی کتاب شیطانی آیات The Satanic Verses پر موجودہ لکھنے اور بولنے والے مسلمانوں نے جس شدت کے ساتھ غصہ کا اظہار کیا ہے اس کی کوئی دوسری مثال غالباً جدید دور میں نہیں ملے گی۔ اردو، انگریزی، عربی اور دوسری زبانوں میں اس کے خلاف کثرت سے بیانات اور مضامین شائع ہو چکے ہیں" (صفحہ ۹۰)

(۳) رواداری کا مذہب عیسائیت ہے یا اسلام؟ "لندن کے ایک بڑے اخبار کے مالک رابرٹ میکسول نے یہ اعلان کیا ہے کہ جو شخص آیت اللہ خمینی کو مہذب انسان بنانے کا کام سرانجام دے وہ اس کو بطور انعام دس ملین ڈالر ادا کریں گے یہ انعام اس شخص کو دیا جائے گا جو ایرانی لیڈر کو اپنی غلطی کے اعتراف پر آمادہ کرے اور ان کو اس پر راضی کرے کہ وہ عوام کے سامنے بائبل کے احکام عشرہ میں سے چھٹا اور نواں حکم پڑھ کر سنائیں جو کہ یہ ہے! تم خون نہ کرنا، تم جھوٹی گواہی نہ دینا" (صفحہ ۲۹)

اس خبر پر مولانا کا تبصرہ ہے "رابرٹ میکسول کا یہ بیان حقیقتاً ایک طنز تھا۔ اس کا مقصد بالواسطہ طور پر یہ ظاہر کرنا تھا کہ اسلام قتل اور خون کا مذہب ہے۔ اس کے مقابلہ میں مسیحیت رحم اور رواداری کا مذہب" (صفحہ ۳۰)

مطالعہ: (i) کاش ان "مہذب انسانوں" سے کوئی پوچھے!

اے کاش! تہذیب کے ان ٹھیکیداروں کو کوئی جھنجھوڑے! کہ
کسی کی ماں کو اس کے گھر سے اٹھا کر
شاہی محلہ میں طوائف بنا کر بٹھا دینا!
کس کے باپ کے گھر کو قحبہ خانہ قرار دینا!
کسی کے باپ کو "کتا"
کہنا تہذیب نہیں ہے!
تاریکی ہے' جہالت ہے' حماقت ہے' دھاندلی ہے' سینہ زوری ہے' آوارہ مزاجی ہے' حرامزدگی ہے!
اس تہذیب کے سر پر سو جُوتے اور حقہ کا پانی!
اور ایسے مہذب انسانوں کے گلے میں پھانسی کا پھندا!
مسلمان اسلامی اقدار و اطوار کو
کبھی بھی مادر پدر آزاد مغربی کج فکری کے ترازو میں تُلنے
اور مغربی افکار و نظریات کی بھینٹ نہیں چڑھنے دیں گے! بفضلہ تعالیٰ۔

(ii) مولانا' رابرٹ میکسول کے بیان میں خواہ مخواہ رنگ بھر رہے ہیں اور ماں سے زیادہ پھاپھاں کٹنی کا کردار ادا کر رہے ہیں!
حقیقت حال مولانا کے قول کے قطعی برعکس ہے!
مسیحیت "قتل اور خون کا مذہب ہے" اور اسلام "رحم اور رواداری کا مذہب"!
مسیحیت کے "قتل اور خون کا مذہب" ہونے پر خود بائیبل شاہد ہے اور وہ بھی **بزبان مسیح خداوند:**

(۱) "یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں۔ صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں۔ کیونکہ میں اس لئے آیا ہوں کہ آدمی کو اس کے باپ سے اور بیٹی کو اس کی ماں سے اور بہو کو اس کی ساس سے جدا کردوں اور آدمی کے دشمن اس کے گھر ہی کے لوگ ہوں گے"۔ (انجیل متی ۱۰:۳۴ تا ۳۶)

(۲) "جس کے پاس بٹوا ہو وہ اسے لے اور اسی طرح جھولی بھی اور جس کے پاس نہ ہو وہ اپنی پوشاک بیچ کر تلوار خریدے ـــــــ انہوں نے کہا اے خداوند! دیکھ یہاں دو

تلواریں ہیں۔ اس نے ان سے کہا بہت ہیں" (انجیل لوقا ۲۲:۳۶ '۳۸)

(۳) "میں زمین پر آگ بھڑکانے آیا ہوں اور اگر لگ چکی ہوتی تو میں کیا ہی خوش ہوتا!۔۔۔۔۔۔ کیا تم گمان کرتے ہو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں؟ میں تم سے کہتا ہوں کہ نہیں بلکہ جدائی کرانے کیونکہ اب سے ایک گھر کے پانچ آدمی آپس میں مخالفت رکھیں گے۔ دو سے تین اور تین سے دو۔ باپ بیٹے سے مخالفت رکھے گا اور بیٹا باپ سے۔ ماں بیٹی سے اور بیٹی ماں سے۔ ساس بہو سے اور بہو ساس سے" (لوقا ۱۲:۴۹ تا ۵۳)

(iii) چنانچہ فلک کج رفتار نے "رحم اور رواداری کے مذہب مسیحیت" کے

پیروکاروں سے زیادہ جنگ پسند' قاتل اور تلوار باز قوم نہیں دیکھی! عیسائیوں نے عیسائیوں ہی کا خون بہایا البتہ کبھی آٹے سے ساتھ گھن بھی پس گیا تھا!

تاریخ عالم میں ثبت ہے کہ سپین کے تیار کردہ دنیا کے سب سے بڑے بحری بیڑے میں بڑے بڑے جنگی جہازوں کی تعداد ۱۳۰ تھی۔ ۱۵۸۸ء میں یہ بیڑا انگلستان کو تباہ کرنے کی غرض سے بھیجا گیا تھا۔ انگلستان اور سپین میں مدتوں ٹھنی رہی۔ انگلستان کی سکاٹ لینڈ اور فرانس سے بہتیری جنگیں ہوئیں۔ صلیبی جنگوں میں رحم اور رواداری کے مذہب مسیحیت کے علمبرداروں نے یروشلیم فتح کر کے مسلمانوں اور یہودیوں کو بے دریغ تہ تیغ کیا تھا! یہ نسل انسانی کا ایک ریکارڈ قتل عام تھا! یروشلیم کو جانے والی عیسائی افواج اپنے راستہ میں یہودیوں کو مسیحیت یا موت میں سے کسی ایک کا انتخاب پیش کرتیں اور مخالف عیسائیوں کو بھی نہ بخشتی تھیں۔ ایسے ہی مظالم کی وجہ سے "رحم اور رواداری کے مذہب مسیحیت" کی تاریخ میں صلیبی جنگوں کو تنگ دلی اور قابل نفرت الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ تحریک اصلاح کلیسا کے آغاز میں رومن کیتھولکوں اور پروٹسٹنٹوں نے دل کھول کر ایک دوسرے کا خون بہا کر احکام عشرہ کے چھٹے حکم "تم خون نہ کرنا" کی بخیر و خوبی تعمیل و تکمیل کی تھی! ان دونوں بڑے عیسائی فرقوں کی یہ باہمی خونریزی شمالی آئرلینڈ میں جاری رہی جس کے خاتمہ کی خبریں ان دنوں سنی گئی ہیں۔ انقلاب فرانس کے آغاز میں دونوں جنگی فریق عیسائی تھے۔ پہلی اور دوسری عالمی جنگوں کے کرتا دھرتا بھی "رحم اور رواداری کے مذہب مسیحیت" کے ماننے والے ہی تھے!

گذشتہ ۱۰ برس سے امریکہ بطور مسلم عراق کو مہرہ بنا کر عراقی اور عربی مسلمانوں کا جو مالی'

معیشی اور جانی خون کر رہا ہے اس سے کون واقف نہیں ہے؟

وہ "رحم اور رواداری کے مذہب مسیحیت" کے ماننے والے ہی تھے جنہوں نے معصوم افریقی سیاہ فاموں کو غلام بنایا اور "رحم اور رواداری کے مذہب مسیحیت" کے ماننے والوں کے ہاتھ تھے!

اور یوں شرف انسانی کی مٹی پلید کی!

(iv) اور یہ پاکستان ہے: "رحم اور رواداری کے مذہب مسیحیت" کے ماننے والوں کی طرف سے یہ دھمکیاں ۲ فیصد سے بھی کم آبادی رکھنے والی "رحم اور رواداری" پسند عیسائی اقلیت کی طرف سے ۹۸ فیصد مسلم آبادی کے ملک پاکستان میں مسلمانوں کو دی جارہی ہیں:

"بنگلہ دیش کے قیام سے سبق حاصل کرنا ہم سب کے مفاد میں ہے" (مسیحی جریدہ "نوائے ماوران" جون ۹۳)

"ہم بھی کلاشنکوف اٹھا سکتے ہیں" ("نئی دنیا" جولائی ۹۳ء)

"اینٹ کا جواب پتھر سے اور لاٹھی کا جواب گولی سے دیا جائے گا" ("ساون" اگست ۹۳ء)

(v) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے تمام کی تمام انسانیت کو باعزت فرمایا ہے (۱۷۔ بنی اسرائیل: ۷۰)

اور قرار دیا ہے کہ کسی انسان کا ناحق قتل گویا سب انسانوں کا قتل ہے اور کسی بے گناہ کو قتل ہونے سے بچانا گویا تمام انسانوں کی زندگی بچانا ہے (۵۔ مائدہ: ۳۲)

اسلام نے حرمت انسان کی جو اعلیٰ تعلیم دی ہے اور مسلمانوں نے اس پر جو عمل دکھایا ہے اس سے مترشح ہے کہ "رحم اور رواداری کا مذہب" اسلام ہے۔

"رحم اور رواداری کے مذہب "مسیحیت" کے علمبرداروں نے دنیا میں جتنا انسانی خون بہایا ہے

"قتل اور خون کے مذہب اسلام" کے پیروکاروں نے اس کا عشر عشیر بھی نہیں بہایا ہے!

صرف "رحم اور رواداری" سے محروم متعصب اندھی عیسائی دنیا اور اس کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کے مطابق "اسلام قتل اور خون کا مذہب ہے"؟

قدیم تہذیبوں کے ایک ماہر پروفیسر ڈاکٹر وی گورڈن چائلڈ "رحم اور رواداری کے مذہب اسلام" کی تعریف میں رطب اللسان ہیں: "اسلام نے دنیا کی ایک کثیر آبادی کو اتحاد امن اور خوشحالی بخشی:

(What Happened in History by Prof. Dr.V. Gorden Childe : 1950, P-281)

(۴) "شیطانی آیات" کا جواب: کتاب کے صفحہ ۱۷۶ پر لکھا ہے:

"برطانیہ توہین ریاست کی اہمیت سے واقف ہے مگر توہین نبوت کی اہمیت کا اسے احساس نہیں"

مطالعہ: لیجئے! سچی اور کام کی بات مولانا کے منہ سے نکل ہی گئی!

حضرت ناصح کو چاہئے تھا کہ اپنی پند و نصائح کی توپوں کا رخ برطانیہ کی طرف پھیرتے، "توہین ریاست" کو بنیاد بنا کر اسے نبوت کی اہمیت کا احساس دلاتے۔ برطانیہ کے مذہب "آزادی" کے غبارہ سے ہوا خود بخود نکل جاتی!

مولانا بقلم خود مزید رقمطراز ہیں:

"اس وقت جڑ کا کام یہ ہے کہ اسلام کے بارہ میں جدید انسان کی غلط فہمی کو دور کیا جائے، اسلام کی اہمیت کو آج کے انسان کے لیے دوبارہ ایک ثابت شدہ حقیقت بنایا جائے۔ اسلام کی تصویر کو لوگوں کی نظر میں اتنا باعظمت بنا دیا جائے کہ کوئی آدمی اس کے خلاف بولنے کی جرأت نہ کر سکے" (صفحہ ۱۷۶)

مسلم علماء کے خلاف مولانا کو شکایت ہے کہ انہوں نے دعوت کے کام کو چھوڑ دیا ہے (صفحہ ۱۷۰)

لیکن خود انہوں نے "جدید انسان" ملعون شیطان رشدی اور مغرب کی غلط فہمی کو دور کرنے کا سنہری موقع گنوا دیا۔

اور پھر اسی پر بس نہیں کی شیطان رشدی لینڈ کمپنی کی حمایت میں، اٹھ کھڑے ہوئے

اور ایک کتاب لکھ ماری!

اوروں کو نصیحت' خود میاں نصیحت کی مجسم تصویر ہیں

جدید انسانوں' جدید تعلیمیافتہ افراد اور دیار مغرب کے مذہب "آزادی" کے وکیل محب اور ثنا خوان

مولانا وحید الدین خان!

(۵) کرے کوئی بھرے کوئی: (i) نفرت کون کرتا ہے "اگر ان کے اندر داعیانہ شعور زندہ ہو تو وہ دوسری اقوام کو اپنا مدعو سمجھیں گے' اس کے بعد دوسری اقوام سے انہیں نفرت کی بجائے خیر خواہی پیدا ہو جائے گی" (صفحہ ۷)

مطالعہ: جاننا چاہیے کہ "دوسری اقوام" سے "نفرت" مسلمان نہیں کرتے! "دوسری اقوام" مسلمانوں سے "نفرت" کرتی ہیں!

جب اس "نفرت" کا آتش فشاں پھٹ کر' لاوا کسی شیطان رشدی کی "شیطانی آیات" کی شکل میں پھوٹ پڑتا ہے تو بقول خود مولانا

"مسلمان اس طرح بھڑک کر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اسلام تو درکنار عقل و ہوش سے بھی ان کا دور کا تعلق نہیں" (صفحہ ۷)۔

"اسلام" اور "عقل و ہوش" سے بہرہ ور مولانا وحید الدین خان ہمہ تن گوش ہو کر سنیں کہ

قرآن کریم کو "شیطانی آیات" (صفحہ ۵۰)

ایک ارب سے زائد مسلمانوں کی محبوب ترین شخصیت حضرت محمد ﷺ کو "مہاونڈ" (میرا کتا) (صفحہ ۵۰)

اماں عائشہؓ کو "طوائف" (صفحات ۵۲'۹۱) اور

حضرت نبی کریم ﷺ کے بیت اطہر کو "قحبہ خانہ" (صفحہ ۹۱)

پڑھ سن کر اگر کسی مسلمان کا "عقل و ہوش سے دور کا بھی تعلق" باقی رہتا ہے تو وہ مسلمان نہیں ہے اور جو کچھ ہو سو ہو!

توبہ! توبہ! نقل کفر کفر نباشد!

کیا تاریخ اسلام میں "شیطانی آیات" ایسی شیطنت کسی مسلمان سے منسوب کی جاسکتی ہے؟

(ii) "آزلو کون ہے": مولانا بڑے طمطراق سے لکھتے ہیں:

"یہ جدید انقلاب تمام تر اسی تصور آزادی کی دین ہے اس آزادی نے تاریخ میں پہلی بار ہر ایک کے لئے اپنے فکر و خیال کے اظہار کے تمام دروازے کھول دئے ہیں۔ آزادیٔ فکر آج ایک مسلمہ حق بن چکا ہے جس سے انکار نہ کیا جاسکے" (صفحہ ۶۹)

آگے چل کر متنبہ کرتے ہیں:

"مسلمانوں کو یہ جاننا چاہیئے کہ جو آزادی انہوں نے خود اپنے لئے لے رکھی ہے' وہ انہیں دوسروں کو بھی دینی پڑے گی۔ دوسروں کے لئے آزادی کا حق تسلیم نہ کرنے سے وہ دوسروں کو اس آزادی سے محروم تو نہ کر سکیں گے جو انہیں خود زمانہ کی طاقت سے ملی ہوئی ہے" (صفحہ ۶۷)

مولانا "کو یہ جاننا چاہیئے کہ"

یہ "آزادی" مسلمانوں کا مذہب نہیں ہے'

نہ انہوں نے خود اپنے لئے لے رکھی ہے"

وہ اس "آزادی" کے قائل و طالب بھی نہیں ہیں! مولانا خود ہی بتاتے ہیں کہ

"آزادیٔ فکر" مغرب کا "مذہب" ہے (صفحہ ۶۸)

اسی کا "مسلمہ حق" بن چکا ہے۔

اور اس "آزادی" سے فائدہ بھی مغرب ہی اٹھا رہا ہے

شیطان رشدی کی "شیطانی آیات" لکھی جانے کی صورت میں!

مغرب کا مذہب دوسروں کو اس "آزادی سے محروم کرنا" ہے!

مولانا صاحب! مسلمانوں کو تو مغرب کی "آزادی" کے خلاف آہ بھرنے کی آزادی بھی نہیں ہے!

مغرب اسے بھی اپنی "آزادی" پر "حملہ" قرار دیتا ہے! (صفحہ ٦٧)

اگر مولانا کا "عقل و ہوش سے دور کا تعلق" بھی ہوتا تو وہ لکھتے:

"جو آزادی مغرب نے خود اپنے لئے لے رکھی ہے' وہ انہیں دوسروں کو بھی دینی

پڑے گی۔ دوسروں کے لئے آزادی کا حق تسلیم نہ کرنے سے وہ دوسروں کو اس آزادی سے محروم تو نہ کر سکیں گے۔ جو انہیں خود زمانہ کی طاقت سے ملی ہوئی ہے" (صفحہ ۶۷)'

(iii) حساس کون ہے: مولانا لکھتے ہیں "مسلمان دوسروں کی جن باتوں پر بھڑکتے ہیں خود بھی وہ دوسروں کے لیئے اسی قسم کے الفاظ بولتے ہیں مگر موجودہ مسلمانوں کی خوش قسمتی یہ ہے کہ دوسرے لوگ اپنے مذہب کے بارہ میں اتنے حساس نہیں ہیں جتنا کہ مسلمان اپنی شکست خوردگی کی بناپر حساس ہو گئے ہیں" (صفحہ ۶۷)

جبکہ مولانا ہی کی زیر مطالعہ کتاب کے صفحہ ۶۸ پر انہیں کے قلم سے لکھا ملتا ہے:

"مگر یہ تصور کہ ایک ادیب کو اس کی لکھی ہوئی چیز کی بنا پر قتل کر دیا جائے' یہ جدید مغربی حسایت کے لیے ویسا ہی تصور ہے جیسا کہ مسیحیوں کے لیے یہ تصور کہ مسیح' مریم کے ساتھ جنسی تعلق قائم کریں یا مسلمانوں کے لیے یہ تصور کہ پیغمبر کے الہام میں کبھی کبھی شیطان کا القاء بھی شامل رہتا تھا" (۶۸)

مطالعہ: (۱) مولانا ہی کے قلم سے ثابت ہو گیا کہ اپنے مذہب اسلام کے بارے میں اگر مسلمان "حساس" ہیں تو مغرب بھی اپنے "مذہب" آزادی کے بارے میں ٹھیک ویسا ہی "حساس" ہے۔ مشکل بس یہ ہے کہ مولانا مسلمانوں کو "حساس" ہونے کا حق دے نہیں رہے!

(۲) مسلمانوں کے بارے میں مولانا نے بتا دیا کہ وہ (بزعم مولانا)
"اپنی شکست خوردگی کی بنا پر حساس ہو گئے ہیں"
لیکن یہ کون بتائے گا کہ مغرب کس بنا پر حساس ہے؟

ایک علمی مغالطہ: مولانا نے لکھا "برطانوی فلم The Last Temptation of Christ میں نعوذ باللہ حضرت مسیح علیہ السلام کی جنسی زندگی کے مناظر دکھائے گئے ہیں ان کو اور ان کی والدہ محترمہ (حضرت مریم) کو ایسے انداز میں پیش کیا گیا ہے جس سے ان کے تقدس پر حرف آتا ہے" (صفحہ ۱۷۵)

مطالعہ: صفحہ ۶۷ پر برطانوی صحافی نے وضاحت سے مریم مگدلینی Mary Magdalene لکھا بھی ہے لیکن مولانا' عیسائیت کا موزوں مطالعہ نہ رکھنے کی وجہ سے سمجھے

اور مریم مگدلینی کو والدۂ مسیح' مریم' خیال کر گئے ہیں۔
مریم مگدلینی مسیح کی ایک مریدنی تھی۔ مسیح نے اس میں سے سات بدروحیں نکالی تھیں
(انجیل لوقا ۸:۲-۳)
یہ مریم' مسیح کی دلی دوستوں میں سے تھی (کلمۃ اللہ کی تعلیم مصنفہ آرچڈیکن پادری برکت اللہ مطبوعہ ۱۹۵۲ء صفحہ ۱۱۳)
مارٹن سکارسیز کی فلم The Last Temptation of Christ میں مسیح کو مریم مگدلینی کے ساتھ پر مسرت زندگی گزارتے دکھایا گیا ہے (ملت روزہ "مینھونسٹ ریکارڈر" لندن بابت ۱۱ اگست ۹۱ء)۔
"مسیح کو خوش کرنے والی خدمت گار خاتون دوست بدچلن مریم مگدلینی اتوار کی صبح کو روتی ہوئی مسیح کی قبر پر پہنچی۔ مسیح مرکر جی اٹھا تو سب سے پہلے اسے مریم پکارا۔ فلم میں مسیح کو اس کے ساتھ زنا کرتے دکھایا گیا ہے ("مینھونسٹ ریکارڈر" ۲۴ اپریل ۱۹۹۲ء)
(۳) رشدی ادیب؟ آیئے اب رشدی "ادیب" کے وکیل ہی کی زبان سے معلوم کیجئے کہ رشدی کا ادب سے کیا اور کتنا تعلق ہے؟ لکھا ہے:۔

دوسطحی کتاب

جن لوگوں نے بھی سلمان رشدی کی کتاب کو پڑھا ہے وہ اس کی تصدیق کریں گے کہ رشدی کی کتاب (شیطانی آیات) بلاشبہ ایک سطحی اور عامیانہ کتاب ہے۔ اس میں قاری کے لیے کوئی کشش نہیں۔ نہ صرف یہ کتاب غیرمعیاری (Sub-Standand) ہے بلکہ خود اس کا مصنف سلمان رشدی انگریزی کا کوئی معیاری ادیب نہیں۔ برطانیہ کے مشہور ادبی ناقد آبروں واف نے کہا ہے کہ سلمان رشدی اس قابل ہے کہ خراب انگلش کی بناء پر اس کو سزا دی جائے۔
خود مغرب کے سنجیدہ تبصرہ نگاروں نے اس ناول کے بارہ میں اس قسم کے الفاظ کہے ہیں:۔
بوجھل' ناقابل فہم' ناقابل مطالعہ
مسٹر خوشونت سنگھ نے رشدی کی کتاب کے بارہ میں کہا کہ ایک ناول کی حیثیت سے

بھی "شیطانی آیات" مطالعہ کے لائق نہیں۔

ایک اور ہندوستانی جرنلسٹ مسٹرارن شرما نے اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ

تیسرے درجہ کی تھیم' دوسرے درجہ کا مصنف اور اول درجہ کا کلفذ

"کتاب کا یہ سطحی اور ناقص معیار مقتضی تھا کہ اس کو ایک جاہل کی جہالت سمجھ کر نظر انداز کر دیا جائے" (صفحہ ۴۴)

مولانا کا اپنا تبصرہ ہے:

"سلمان رشدی کی کتاب اگرچہ نہایت بے ہودہ ہے مگر اس کے ساتھ دوسری اہم بات یہ ہے کہ وہ ناقابل مطالعہ بھی ہے۔ وہ کوئی تخلیقی ناول (Creative Novel) نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فنی اعتبار سے وہ اتنی پست اور اتنی غیر دلچسپ ہے کہ وہ سرے سے اس لائق ہی نہیں کہ کوئی شخص کو شروع سے آخر تک پڑھے" (صفحہ ۶۰)

"رشدی عیار و مکار' پیسہ کا بھوکا اور غیر اہم (صفحہ ۶۰) مصنف ہے" (صفحہ ۶۱)

تسپر بھی مولانا کی منطق ملاحظہ فرمایئے کہ

رشدی کا "شیطانی آیات" لکھنا حق "آزادی" تھا (صفحہ ۶۸)

لیکن مسلمانوں نے اس کے خلاف بول کر جو شیطانی کام کیا ہے (صفحہ ۶۹) "اس کے خلاف مغرب کا شدید رد عمل" بجا درست ہے (صفحہ ۶۸)

سوال یہ ہے کہ اگر مغرب "شیطانی آیات" ایسے گھٹیا اور تھرڈ کلاس "ادب" کی حمایت میں اٹھ کھڑا ہو سکتا ہے

تو مسلمان (مولانا کی نصیحت کے مطابق) "صبر" (صفحہ ۶۵) کر کے کیسے بیٹھے رہے ہیں؟

کلام الٰہی کی عزت و حرمت پر اپنی جانیں قربان کیوں نہ کریں؟

رشدی کو واصل جہنم کیوں نہ کریں؟

مولانا کی خدمت میں ہمارا سوال ہے کہ آپ کے نزدیک مغرب کا مذہب "آزادی" بڑا ہے یا ناموس رسالت ﷺ؟

(۶) دفاع اور آزادی: اس وقت برطانیہ کا مذہب صحیح لفظ میں' آزادی' ہے (صفحہ ۶۸)

"شیطانی ہفوات" کے خلاف مسلمانوں کے درد بھرے نالوں پر مغرب کا نمائندہ کہتا ہے:

"اس کتاب کے خلاف ردعمل یکساں طور پر ہمارے مذہب پر حملہ ہے" (صفحہ ٦٧)
اس پر مولانا نے لکھا"
"سلمان رشدی کے معاملہ میں ناداں مسلمانوں نے جو ہنگامے کئے' اس کے خلاف مغرب کے شدید ردعمل کی وجہ یقیناً یہی ہے" (صفحہ ٦٨)

مطالعہ: (i) حملہ تلوار کا ہو یا زبان کا یا قلم کا
جارحیت سے دفاع مجروح کا حق ہے!

مولانا خود ہی بتاتے ہیں کہ "دنیا کے تمام قوانین اور تمام بین الاقوامی رواج کے مطابق یہ عین درست ہے اور مسلمہ طور پر ایک جائز حق ہے یعنی جارحانہ کاروائی کے خلاف دفاع کا حق"

"تعزیرات ہند کی دفعہ ۹۶ آدمی کو یہ حق دیتی ہے کہ وہ اپنے دفاع (بچاؤ) میں لڑے اگر کسی شخص پر جارحیت کی جائے اور وہ اپنے دفاع میں دوسرے شخص پر حملہ کرے تو یہ قانونی اعتبار سے اس کے لئے جرم نہیں ہوگا" (صفحہ ٤٧)
"اسلامی قانون جارحیت کے موقع پر ہر شخص یا قوم کو اپنے دفاع (بچاؤ) کا حق دیتا ہے" (صفحہ ٤٩)

(ii) مغرب کا مذہب "آزادی" اس قدر لطیف' نازک مزاج اور حساس ہے کہ اس کی زد میں آنے والے مسلمانوں کے خون کے آنسو رونے' سڑکوں پر رُلنے اور لاٹھیوں گولیوں کا نشانہ بننے کو بھی

اپنے مذہب "آزادی" پر "حملہ" قرار دیتا ہے! (صفحہ ٦٧)
ظلم و استبداد اسے ہی تو کہتے ہیں کہ زبردست مارے اور رونے بھی نہ دے!
(iii) یہ "آزادی" اتنی مقدس کیوں ہے کہ اس کا مجروح آہ بھرنے کو بھی "آزاد" نہیں ہے۔

اس خود ساختہ "آزادی" کے متوالوں سے کوئی پوچھے تو کہ
تمہاری آزادی کا مطلب دوسروں کے لیے موت کی غلامی کیوں ہے؟
یہ کیسی "آزادی" ہے جس کا نتیجہ دوسروں کے مرنے سے لطف اندوز ہونا ہے!
اس "آزادی" کے معانی دوسروں پر جارحیت' ظلم و ستم اور ان کا خاتمہ کیوں ہے؟

یہ "آزادی" ہے کہ جنگل کا قانون ہے جس کی رو سے جینے کا حق صرف طاقتور کو ہے!
اگر یہ "آزادی" ہے تو پھر زبردستی' ڈکیتی' دہشت گردی' شوریدہ سری' لاقانونیت' انتشار' طوائف الملوکی' ماردھاڑ اور قتل و غارت کی گرم بازاری کسے کہتے ہیں؟
یہ "آزاد" کبھی بھی یہ "آزادی" نہیں دیں گے کہ

دولت مندوں سے پیسے لوٹ کر
محتاجوں میں بانٹے جائیں
ذخیرہ اندوزوں سے مال چھین کر
بھوکوں اور ننگوں میں تقسیم کر دیا جائے
اگر انہیں "آزادی" کا یہ معصوم سا مفہوم بھی گوارا نہیں ہے
تو پھر وہ دوسروں پر اپنی "آزادی" کا بوجھ کیسے اور کیوں لاد سکتے ہیں؟

ان "آزادوں" سے جان کی امان پائیں تو عرض کریں کہ موزوں پابندیوں کے بغیر آزادی کچھ معنی نہیں رکھتی!

یہی برطانیہ جس کا مذہب صحیح لفظ میں "آزادی" ہے (صفحہ ٦٨) وہاں:
زنا کا قطعاً کوئی تصور نہیں ہے
لیکن کسی خاتون سے دست درازی جرم ہے!
لونڈے بازی کی کھلی چھٹی ہے
لیکن مفعول کی مرضی کے بغیر جرم ہے!
روزی کمانا' حسب منشا پیشہ اختیار کرنا رواو جائز ہے!
لیکن چوری چکاری' چھیناجھپٹی' لوٹ مار قابل دست اندازی پولیس ہیں۔
مذہب اپنانے' سوچنے' بولنے' لکھنے کی آزادی ہے۔
لیکن اس کا مطلب دوسروں کی ایذا رسانی نہیں ہے۔
اگر کسی کو شکایت پیدا ہوئی تو جارح کو عدالت میں جوابدہ ہونا پڑے گا!
بلاروک ٹوک گاڑی رکھیں چلائیں
لیکن ٹریفک قوانین کے اندر اندر!

اکثر قارئین یہ جان کر حیران ہوں گے کہ برطانیہ بلکہ سب مغربی ممالک میں حفاظتی

پیٹی باندھنا کارسواروں پر لازم ہے۔ اس حکم کی خلاف ورزی کی سزا مبلغ پچاس پونڈ جرمانہ ہے!

القصہ دوسری اقوام کا مطالبہ اور حق و انصاف کا تقاضا ہے کہ اقوام مغرب اپنی "آزادی" کے شتر بے مہار کو نکیل ڈالیں!

یہ "آزاد" جئیں' لاکھ جئیں' ضرور جئیں

دوسروں کو بھی جینے دیں کیونکہ انہیں دنیا کے کسی بھی قاعدہ' ضابطہ' قانون' روایت' کی رو سے جینے کے حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا!

اگر انہیں یہ منظور نہیں ہے تو پھر

اس نام نہاد "آزادی" کا اثر و نفوذ اس "آزادی" کے چاہنے والوں تک ہی محدود رکھیں!

اعتراف حق

اپنے ماہنامہ "الرسالہ" اگست ۹۶ء میں مولانا نے بقلم خود تحریر کیا!

"آزادی ہر فرد کا ایک حق ہے مگر ہر حق کے ساتھ کچھ ذمہ داریاں بھی ہوتی ہیں۔ اسی طرح آزادی کے حق کے ساتھ بھی کچھ لازمی ذمہ داریاں وابستہ ہیں۔ ان میں سے ایک ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے اس حق کو استعمال کرنے سے پہلے باربار سوچے کہ اس کا بولنا نتیجہ کے اعتبار سے کیسا ثابت ہو گا۔ وہ تعمیری نتیجہ پیدا کرے گا یا تخریبی نتیجہ " (صفحہ ۴۰)

تری آواز مکے مدینے!

بالکل یہی منتہائے مقصود ہماری دردمندانہ گذارشات کا ہے کہ

مغرب اپنی "آزادی" کی ذمہ داریاں محسوس اور پوری کرے

مغرب کے پروردہ اور پٹھو از قسم شیطان رشدی بھی اس اصول کو اپنائیں۔

اگر رشدی "شیطانی آیات" لکھنے سے پہلے ایک "بار" بھی "سوچتا" کہ

اس کا "بولنا تعمیری نتیجہ پیدا کرے گا یا تخریبی نتیجہ"

تو اپنی شیطانیات کا اظہار کبھی نہ کرتا!

مولانا کی کتاب ۹۶ء کے آخر میں چھپی تھی اور مذکورہ سطور اس سے پہلے اگست ۹۶ء

میں لکھی جا چکی تھیں

اگر مولانا اپنی کتاب چھاپنے سے پہلے' اپنے ہی اس اصول کو مدِ نظر رکھتے اور رشدی اور اس کے سرپرستوں کو "آزادی" کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانے میں جُت جاتے اور انھیں بتاتے کہ تمہاری موجودہ روش کا نتیجہ "تخریب" ہے تو انھیں کتاب چھاپنے کی زحمت گوارا نہ فرمانی پڑتی!

نہ ہی ناقدین کے زہر میں بجھے تنقیدی تیروں کا نشانہ بننا پڑتا! ہائے

گلچیں کو باغ میں جانے نہ دیجو

ناحق خوں پروانے کا ہو گا

رشدی کو چاہیئے تھا کہ شیطانیات شائع نہ کرتا

اور مغرب کو چاہیئے تھا کہ رشدی کی پشت پناہی نہ کرتا

مولانا کو چاہیئے تھا کہ رشدی اور مغرب کو "آزادی کی ذمہ داریوں" کا احساس دلاتے!

لیکن اس کے برعکس مولانا مظلوم مسلمانوں ہی کے پیچھے لٹھ اٹھا دوڑے!

کس کس کا رونا روئیں یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہُوا ہے!

آزادی کا یہ مفہوم اقوام متحدہ کی منظور کردہ "آزادیوں" سے بھی واضح ہے:

آزادیٔ مغرب اور انسانی حقوق کا عالمی منشور

شیطان رشدی کی "شیطانی آیات" کی تحریر و طباعت دراصل مغرب کی مادر پدر آزاد "آزادی" کا ایک شاخسانہ ہے اب ہم معلوم کریں گے کہ "آزادی" کا یہ تصور (مغرب کے تسلیم و تیار کردہ) انسانی حقوق کے عالمی منشور کے منافی ہے اس کی توہین و تذلیل اور پامالی ہے۔

متعلقہ دفعات حسب ذیل ہیں:

دفعہ ۱: "تمام انسان آزاد اور حقوق و عزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوتے ہیں انہیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوتی ہے۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیئے"

دفعہ ۳: "ہر شخص کو اپنی زندگی' آزادی اور ذاتی تحفظ کا حق ہے ـــــــ"

دفعہ ۱۸: "ہر انسان کو آزادیٔ فکر' آزادیٔ ضمیر اور آزادیٔ مذہب کا پورا حق ہے"

دفعہ ۱۹: "ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اور بلا کسی قسم کی مداخلت کے اپنی رائے پر قائم رہے اور جس ذریعے سے چاہے اور ملکی سرحدوں کے حائل ہوئے بغیر معلومات اور خیالات کا حصول اور ان کی ترسیل کرے"

دفعہ ۲۹ (الف): "اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہو گا جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے اور ایک جمہوری نظام میں اخلاق' امن عامہ اور عام فلاح و بہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لیے قانون کی طرف سے عائد کی گئی ہوں"

دفعہ ۳۰: "اس اعلان کی کسی چیز سے کوئی ایسی بات مراد نہیں لی جاسکتی جس سے کسی ملک' گروہ یا شخص کو کسی ایسی سرگرمی میں مصروف ہونے یا کسی کام کو سرانجام دینے کا حق پیدا ہو جس کا منشا ان حقوق اور آزادیوں کی نفی ہو جو پیش کی گئی ہیں" (شکریہ ماہنامہ "جہد حق" لاہور جولائی ۹۶ء)

(۷) **غیر مسلم واجب القتل**۔ مولانا اپنی کتاب کے صفحات ۲۵،۲۶ پر مشرکین' عیسائیوں' جدید تعلیم پائے ہوئے لوگوں' یہودیوں' سوشلسٹوں اور کیمونسٹوں کے عقائد و نظریات بتا کر متمنی ہیں کہ انہیں قتل کر دیا جائے ان میں کوئی شخص بھی زندہ چھوڑے جانے کا مستحق نہیں ہے۔

مطالعہ: لااکراہ فی الدین کہ دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں (بقرہ ۲۵۶) کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ ہر کسی کو من پسند عقائد اختیار کرنے کی آزادی ہے۔ قرون خیر میں کفار کو کفریہ عقائد کی وجہ سے قتل نہیں کیا گیا تھا! لہٰذا مولانا غلطی پر ہیں۔

تمام مذاہب والوں کے یہ عقائد اپنی جگہ مسلم ضرور ہیں لیکن اسلامی عقائد و عبادات پر حملے نہ ہونے کے باعث قابل گردن زنی نہیں ہیں۔ وہ جو کچھ بھی مانتے ہیں ان کا مذہب ہے' ان کا ایمان ہے اس میں بدبختی اور کسی کی دل آزاری یا کسی کے جذبات مجروح کرنے کا

شائبہ تک نہیں ہے' عیسائی مسیح کی لاکھ تصویریں بنائیں' مسیح کو صلیب پر دکھائیں ہماری بلا سے! یہ ان کا مذہب ہے' عقیدت ہے' عبادت ہے! ہمیں اس سے کیا؟ لیکن جب عیسائی حضرت محمد ﷺ کی تصویر بنائیں گے تو بقول مولانا "ہم ضرور" فوراً "مشتعل ہو کر آمادہ فساد ہو جائیں گے" (صفحہ ۱۲۷)

کیونکہ حضرت ﷺ سے ان کا کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے! اور مسلمان آپؐ کی تصویر نہیں بناتے!

(۸) شیعہ سنی فساد: معلوم ہوتا ہے کہ مولانا وحیدالدین خان ملت اسلامیہ کے خلاف ایک گہری سازش ہیں۔ مسلمانوں کو غیر مسلموں سے لڑانے کی کوشش کرنے کے بعد شیعوں اور سنیوں کو آپس میں لڑتے دیکھنے کی حسرت میں رقمطراز ہیں "سب و شتم کی بنیاد پر قابل قتل افراد کی یہ فہرست یہیں پر ختم نہیں ہوتی اس کا سلسلہ خود آئت اللہ خمینی اور ان کے متبعین تک جاتا ہے جو سلمان رشدی کو قتل کر کے اس کو "جہنم رسید" کرنے کے چیمپئن بنے تھے۔ خمینی کا ولائت فقیہ کا عقیدہ اور دوسرے شیعی عقائد' سنی علماء کے فتووں کے مطابق' خدا کی بھی توہین ہیں اور خدا کے رسول کی بھی توہین۔ ایسی حالت میں اہل اسلام پر یہ واجب ہو جاتا ہے کہ امام خمینی اور ان کے ہم خیال تمام لوگوں کو پکڑ پکڑ کر قتل کر ڈالیں' ان میں سے کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑیں" (صفحہ ۱۲۹)

مطالعہ: توبہ! توبہ! کتنا دکھ ہے مولانا کو خمینی کے رشدی کو واجب القتل قرار دینے کے فتویٰ کا!

کتنا قلق ہے مولانا کو رشدی کے "جہنم رسید" کئے جانے کا!

اور کتنا مکروہ نکتہ نکالا ہے مولانا نے اپنے جلتے ہوئے دل کی تسکین کا!

تاکہ رشدی بچ جائے!

رشدی کی شیطانی ہفوات چھپتی' بکتی اور پڑھی جاتی رہیں!

رشدی ذہنیت کی آبیاری ہو!

نام نہاد "آزادی پسند" اور "جدید اذہان اللہ تبارک و تعالیٰ' انبیاء کرام اور حضور ﷺ کے خلاف جی کر بھر کر زہر فشانی کرتے پھریں!

مولانا کی اس قبیح کوشش کا جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے!

(۹) مسلمانوں میں پھوٹ: مولانا اپنے مردود موکل سلمان رشدی کے خلاف مسلمانوں کے شور مچانے پر مشتعل ہیں اور انتقام کی آگ میں جل رہے ہیں کہ اس جرم کی سزا میں اہل اسلام کو ایک دوسرے کا گلا کاٹتے دیکھنے کو مضطرب ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"اگر کوئی ہندو یا عیسائی یا یہودی یہ لکھ دے کہ "مکہ وہ بستی ہے جس کو چھوڑ کر حضرت محمدؐ بھاگے تھے" تو تمام مسلمان بھڑ اٹھیں گے اور اس کتاب کو جلانا شروع کر دیں گے جس میں ہجرت کے لیئے بھاگنے کا لفظ لکھا گیا ہے مگر خود ان کا ایک شخص لکھتا ہے کہ "یہ وہی بستی تھی جس کو چھوڑ کر حضرت یونسؑ بھاگے تھے" (تفہیم القرآن ۴۔۳۰۹) تو مسلمانوں کے اندر اس گستاخی پر کوئی اضطراب پیدا نہیں ہوتا" (صفحہ ۱۶۷)

مطالعہ: حق تو یہ ہے کہ مولاناؒ نے بات کا بتنگڑ بنایا ہے' اگر ان کی نیت نیک ہوتی' انہیں مسلمانوں کی خیر خواہی مطلوب ہوتی اور تفہیم کے صفحات ۳۰۹' ۳۱۰ پڑھ لیتے تو امید ہے کہ ان کے اعمال بد میں اس پیراگراف کا ہرگز ہرگز اضافہ نہ ہوتا!

ویسے اس نکتہ کو سید مودودیؒ کے ان الفاظ کی نذر بھی کیا جاسکتا ہے:

"علماء کرام سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ مجھے میری غلطیوں سے آگاہ فرمائیں" (تفہیم القرآن جلد اول صفحہ ۶)

(۹) رد عمل: "سلمان رشدی کی کتاب (شیطانی آیات) میں نے خود پڑھی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ ایک انتہائی لغو کتاب ہے۔ اس کی لغویت کے بارہ میں میری رائے وہی ہے جو دوسروں کی رائے ہے مگر اس کتاب کے بارہ میں مسلمانوں کا رد عمل کیا ہونا چاہیے۔ اس سلسلہ میں میری رائے ان لوگوں سے مختلف ہے جو یہ نعرہ لگا رہے ہیں کہ رشدی کو قتل کر کے اسے جہنم رسید کرو" (صفحہ ۵۰)

مطالعہ: "اس کتاب کے بارے میں مسلمانوں کا ردعمل" ہنگامے' مظاہرے' شور وغل اور بقول مولانا یہ ہے کہ "درجنوں کی تعداد میں قتل اور سینکڑوں کی تعداد میں زخمی ہو گئے" (صفحہ ۱۳۴)

اور "اس کتاب کے بارہ میں" مولانا "کا رد عمل" یہ ہے کہ انہوں نے "اس کتاب"

اور اس کے ملعون مصنف کی وکالت و حمایت میں ایک کتاب لکھ ڈالی ہے!

اب اس سوال کا جواب کہ سارا عالم اسلام سچا ہے یا ایک مولانا وحید الدین خان!

اسی دنیا میں جیتے جی مولانا کی سمجھ میں آجائے تو کیا کہنے!

ورنہ روز قیامت بھی کچھ دُور نہیں ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ جو مرگیا اس کے لیے تو قیامت آہی گئی!

(۱۱) طریق سزا: عالم' فاضل' مفسر قرآن' داعیٔ اسلام مولانا وحید الدین خان کا مؤقف ہے!

"ایک ثابت شدہ مجرم کو سزادینے کا کام بھی خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ اس کو صرف "سزا" دی جائے' اس کو ذلیل" نہ کیا جائے" (صفحہ ۲۴)

مطالعہ: افسوس ہے کہ مولانا کا وسیع اور گہرا مطالعہ قوم تو کیا ان کے اپنے بھی کسی کام نہیں آسکا انگریز اہل دانش میتھو آرنلڈ کا قول ہے کہ ایک شخص برطانوی عجائب گھر کی ساری کتابیں پڑھ کر بھی جاہل رہ سکتا ہے۔

سادہ سی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان ذلیل کیا جانا چاہیئے! عیسائی مغرب کی کتاب مقدس میں مرقوم ہے کہ سبت کا حکم توڑنے والے یہودی کو موسیٰ کی موجودگی میں بحکم خداوندی ساری جماعت نے سنگسار کیا تھا! (بائبل کی کتاب گنتی ۱۵:۳۲)

سرعام سزادینے کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ دوسرے عبرت پکڑتے ہیں۔ چنانچہ بائبل میں مرقوم ہے کہ ماں باپ کے نافرمان ضدی اور سرکش بیٹے کو شہر کے سب لوگ سنگسار کریں کہ وہ مرجائے۔ تب سب اسرائیلی سن کر ڈر جائیں گے (استثنا ۲۱:۱۸تا۲۱)

سورۃ نور آیت ۲ میں فرمان الٰہی ہے کہ زانیہ اور زانی کو کوڑے مارنے کی سزا مسلمانوں کی ایک جماعت کے سامنے دی جائے!

اس سے مجرم ذلیل ہو گا۔ اور وہ افراد لوگوں میں جاکر اس کو سزا ملتے وقت کی سبق آموز کیفیت اور اس کی آہیں' چیخیں لوگوں میں بیان کریں گے تو انہیں بھی عبرت حاصل ہو گی!

اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان علی توڑنے والا ذلیل ہے اسے ذلیل کیوں نہ کہا اور کیا

جائے؟

(۱۲) سفید جھوٹ: اخباری اطلاعات کے مطابق ہیرو شیما پر ایٹم بم گرانے والے ہوائی جہاز کے کمانڈر میجر اتھرلے کا ۱۹۵۳ء تک امریکہ کے نفسیاتی ہسپتالوں کے چکر کاٹتے پھرنا یاد پڑتا ہے۔ ان کا مرض "شدت احساس جرم" تھا۔ ماہنامہ "تذکیر" جولائی ۹۸ء صفحہ ۲۶ کا یہ پیراگراف پڑھنے سے ایسا لگتا ہے کہ مولانا وحید الدین خان بھی ملعون رشدی کی حمایت و مدافعت میں "شتم رسول کا مسئلہ" لکھ کر شدید پریشان فکری میں مبتلا ہیں اور پراگندہ خیالی میں جھوٹ، کہہ مکرنیوں، مکر و فریب اور ہیرا پھیری کے کونوں کھدروں میں پناہ ڈھونڈتے پھر رہے ہیں!

پیراگراف: "راقم الحروف کی کتاب "شتم رسول کا مسئلہ" کوئی حالیہ کتاب نہیں، وہ بہت پہلے شائع ہو چکی ہے۔۱ یہ کتاب نہ امام خمینی کے فتویٰ کی مذمت میں لکھی گئی ہے۔۲ اور نہ سلمان رشدی کی حمایت و مدافعت میں ہے۔۳ وہ شتم رسول کے مسئلہ کا خالص علمی اور تاریخی تجزیہ ہے۔۴ مزید یہ کہ اس کتاب میں مسئلہ کے بارے میں جو نقطہ نظر بیان کیا گیا ہے وہ مصنف کا محض انفرادی نقطہ نظر نہیں۔ دوسرے ایسے علماء بھی موجود ہیں جو ٹھیک اسی نقطہ نظر کے حامی ہیں۔ مثال کے طور پر ڈاکٹر عبد اللہ عمر نصیف سعودی عرب کے مشہور عالم ہیں، اس مسئلہ میں ان کی عین وہی رائے ہے جس کا اظہار راقم الحروف نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ ملاحظہ ہو شتم رسول کا مسئلہ صفحہ ۱۸۹" ۔۵

روز نامہ "نوائے وقت" لاہور بابت ۷ اپریل ۹۸ء میں مولانا پر قاتلانہ حملہ کی خبر شائع ہوئی تھی۔ اس کے حوالہ سے مولانا رقمطراز ہیں "مذکورہ جھوٹی خبر میں راقم الحروف کی کتاب "شتم رسول کا مسئلہ" کے بارہ میں کہا گیا ہے کہ وہ سلمان رشدی کے دفاع میں لکھی گئی ہے۔ یہ موجودہ زمانہ کے نام نہاد مسلم دانشوروں کی اس مجرمانہ کمزوری کی ایک مثال ہے جو عام طور سے اس طبقہ میں پائی جاتی ہے۔ وہ ہے کہ کسی کی تصویر بگاڑنے کے لئے اس کی بات کو منحرف صورت میں پیش کرنا۔ راقم الحروف کی کتاب سلمان رشدی کے دفاع سے قطعاً کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ وہ مسئلہ شتم کا علمی جائزہ ہے۔۲، ۔۳، ۔۴ مگر اس کو غلط طور پر رشدی کے دفاع کا نام دے دیا گیا ہے تاکہ مصنف کو بدنام کیا جا سکے۔ کوئی بھی شخص اصل کتاب کو پڑھ کر اس حقیقت کو جان سکتا ہے" ("تذکیر" جولائی ۹۸ء صفحہ ۲۸)

مطالعہ : ۱۔ مولانا کی کذب بیانی کی تردید میں عرض ہے کہ "شتم رسول کا مسئلہ" مولانا کی "حالیہ کتاب" ہے۔ وہ "بہت پہلے شائع" نہیں ہوئی تھی۔ ۱۹۹۶ء کے آخر میں بھارت میں چھپی (صفحہ ۱۸۶) ۱۹۹۷ء میں پاکستان میں طبع ہوئی۔ یعنی مولانا کے یہ تحریر لکھنے تک اس کتاب کی کل عمر ڈیڑھ برس بنتی ہے۔

۲۔ کتاب کے صفحہ صفحہ سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب "امام خمینی کے فتویٰ کی مذمت میں لکھی گئی ہے" مثلاً!

"ایران کے خود ساختہ لغت میں اسلام بھی ایرانی اور غیر ایرانی ہو گیا" ----- "مزید خبروں کے مطابق سنی علماء بھی اس ایرانی جہاد میں شریک ہو گئے ہیں" (صفحہ ۲۸)

"بقیہ مسلم دنیا نے اس نام نہاد جہاد میں کوئی قابل ذکر حصہ نہیں لیا" (صفحہ ۲۹)

"سلمان رشدی کے خلاف آیت اللہ روح اللہ خمینی کے فتویٰ کو سختی سے رد کر دیا گیا" (صفحہ ۳۱)

"رشدی کے قتل کے فیصلہ میں ایران کی نام نہاد اسلامی حکومت تنہا ہے" (صفحہ ۳۲)

"سلمان رشدی نے اگر پیغمبر اسلام کی توہین کی تھی تو آیت اللہ خمینی اور ان کے ہمنوا علماء اسلام کی توہین کے مرتکب ہوئے ہیں" (صفحہ ۳۳)

"موجودہ علماء کے اعلان کا ماخذ ان کی اپنی خواہشات ہیں نہ کہ قرآن اور سنت" (صفحہ ۳۵)

"مگر پچھلے سات سو سال کے اندر اس گستاخی کی بنیاد پر کسی کو قتل کی سزا نہیں دی گئی اور نہ اس قسم کا فتویٰ دیا گیا" (صفحہ ۳۶)

سلمان رشدی کو مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کرنے کی کوشش میں مسلم رہنماؤں نے خود اپنے آپ کو شدید تر قسم کے مجرمانہ کٹہرے میں کھڑا کر لیا ہے" (صفحہ ۶۴)

"ان جھوٹی سرگرمیوں کے نتیجہ میں موجودہ مسلم رہنماؤں کو جو شہرت اور قیادت مل رہی ہے" (صفحہ ۶۹)

"خود ایران کے آیت اللہ خیمنی کو اس معاملہ میں سنجیدہ نہیں کہا جا سکتا" (صفحہ ۸۱)

"سلمان رشدی کی روپوشی یا اس کا پولس کی حفاظت میں ہونا اس کے خلاف اقدام کی راہ میں رکاوٹ نہیں۔ صیہونی یہودی بہت سے فلسطینی لیڈروں یا فلسطین نوازوں کو ٹھیک

اسی قسم کی رکاوٹوں کے باوجود ہلاک کر چکے ہیں۔ پھر رشدی کے خلاف شور و غل کرنے والے مسلمان اپنے اعلان کے باوجود ایسا کیوں نہ کر سکے"؟ (صفحہ ۸۱)

"میرے نزدیک امام خمینی اور مولانا ندوی جیسے لوگ اسلامی قانون کی توہین کر رہے ہیں" (صفحہ ۵۵)

"انعام دے کر یا جذباتی اپیل کر کے اس طرح ایک غیر ملکی کو مروانا گویا انٹر نیشنل بدامنی کو جواز فراہم کرنا ہے" (صفحہ ۸۵)

"وہ اپنی ساری مذہبی' سیاسی' اقتصادی اور عوامی طاقت کے باوجود سلمان رشدی کو ختم کرنے میں ناکام رہے۔ قتل تو درکنار' اقدام قتل کے درجہ کا بھی کوئی واقعہ وہ ظہور میں نہ لا سکے۔ یہاں تک کہ موت نے خود ان کا خاتمہ کر دیا" (صفحہ ۱۰۰)

۔۳ مقالہ میں روز روشن کی طرح واضح ہے کہ مولانا کی کتاب "سلمان رشدی کی حمایت و مدافعت میں" ——— "لکھی گئی ہے۔" ہمالیہ پہاڑ ایسی اس عظیم حقیقت سے کسی کافر کو ہی انکار ممکن ہے۔

۔۴ مولانا کا یہ دعویٰ بالکل بے بنیاد ہے کہ ان کی کتاب "شتم رسول کے مسئلہ کا خالص علمی اور تاریخی تجزیہ ہے" مولانا کی کتاب کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ :

"موجودہ زمانہ کے مسلمان نہ صرف یہ کہ دعوت کا کام نہیں کر رہے ہیں بلکہ وہ مسلسل طور پر دعوت کو قتل کرنے میں مشغول ہیں ——— ان دعوت کش سرگرمیوں میں سے ایک سرگرمی وہ ہے جو "شتم رسول" کے خلاف مسلمان ہر جگہ جاری کئے ہوئے ہیں اور جس کا ایک نمایاں مظاہرہ سلمان رشدی کی کتاب (شیطانی آیات) کی اشاعت کے بعد ۱۹۸۹ء میں سامنے آیا ہے۔ انٹی رشدی ایجی ٹیشن بلا شبہ لغویت کی حد تک غیر اسلامی تھا——— وہ اپنی انفرادی اور قومی سرگرمیوں کی تشکیل میں دعوت کو اصل معیار بنائیں۔ وہ دعوت کی مصلحت کو دوسری مصلحتوں پر مقدم رکھیں" (صفحہ ۶) مولانا کو بڑا دکھ ہے کہ مسلمانوں "نے اپنی بے معنی سرکشی کے ذریعہ اسلام کے دعوتی امکانات کو یقیناً قتل کر دیا" (صفحہ ۴۴) "دعوتی امکانات کے بارے میں اپنے اندھے پن کی وجہ سے وہ ایک بار بھی دعوت کے لئے سرگرم نہ ہو سکے" (صفحہ ۲۶)

مولانا اپنے دعویٰ کہ ان کی کتاب "شتم رسول کے مسئلہ کا خالص علمی اور تاریخی تجزیہ ہے" کی قلعی کتاب کے دیباچہ میں بقلم خود کھولتے ہیں:

"زیر نظر کتاب میں اس مسئلہ کا سلمان رشدی کے واقعہ کے ذیل میں کیا گیا ہے" (صفحہ ۸)

یعنی "شتم رسول" کے نام پر مسلمانوں کی سرگرمیاں دعوت کش ہیں۔ مولانا کی کتاب "شتم رسول کا مسئلہ" میں مسلمانوں کی ایسی سرگرمیوں کا سلمان رشدی کے کیس کی روشنی میں مطالعہ کیا گیا ہے!

مولانا کی کتاب "شتم رسول کے مسئلہ کا خالص علمی اور تاریخی تجزیہ" نہیں "ہے"!

قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے مولانا وحید الدین خان کو قارئین کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتے ہوئے کچھ تو سوچنا چاہیئے تھا!

اس قسم کے اوچھے ہتھکنڈوں سے مولانا "الرسالہ" کے قارئین کو تو ہمنوا بنا سکتے ہیں لیکن اپنی کتاب کے قارئین کو نہیں بہکا سکتے!

۵۔ دنیا والو! غلط ہے بالکل غلط ہے!

مولانا کی "کتاب میں مسئلہ کے بارے میں جو نقطہ نظر بیان کیا گیا ہے وہ مصنف کا محض انفرادی نقطہ نظر" ہے! اس محاذ پر مولانا تن تنہا ہیں۔ کوئی بھی ان کا ساتھی نہیں ہے۔

"دوسرے ایسے علماء" کہیں بھی "موجودہ" نہیں "ہیں جو ٹھیک اسی نقطہ نظر کے حامی ہیں"

"مولانا کے حامی"" "ڈاکٹر عبد اللہ عمر نصیف" جو کہ "سعودی عرب کے مشہور عالم ہیں' کی "عین وہی رائے" جو "شتم رسول کا مسئلہ صفحہ ۱۸۹" پر درج ہے' یہ ہے:

"سوال: ایران کے مذہبی رہنماؤں نے برطانی مصنف سلمان رشدی کے خلاف موت کی سزا کا فیصلہ دیا ہے۔ اس کے بارہ میں آپ کی رائے کیا ہے""؟

"جواب: کچھ لوگ جذباتی طور پر اس قسم کی تجویزیں منظور کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ہمیں انسانی حقوق کو فروغ دینا چاہیئے۔ موت کی سزا کو صرف ان مجرموں کے لیے ہونا چاہیئے جو قتل کا جرم کرتے ہیں۔ بصورت دیگر' ہر ایک کو انسانی حقوق دیا جانا ضروری ہے"

واضح ہو کہ شتم رسولؐ کے مسئلہ پر "انسانی حقوق" عیسائی اقلیت کے واسطہ سے پاکستانی مسلمان بھگت رہے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ شتم رسول یعنی حضرت محمد ﷺ کی توہین کرنا، انہیں گالیاں دینا، برا بھلا کہنا اور ان کی شان میں گستاخانہ کلمات بولنا و لکھنا اقلیتی، انسانی، بنیادی، عالمی اور اقوام متحدہ کے منظور شدہ "انسانی حقوق" ہیں۔ ان "انسانی حقوق" پر کوئی قدغن اور پابندی نہیں ہونی چاہیئے۔ ان "انسانی حقوق" کے استعمال پر کسی کو قطعاً کوئی پوچھ گچھ سزا نہیں دی جانی چاہیئے۔ اگر ایسے افراد گرفتار ہیں تو وہ فی الفور رہا کر دیئے جائیں۔

احتیاط رہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی شان والا تبار میں گستاخی کرنے کو "انسانی حقوق" قرار دینے والا مسلمان اپنے دین و ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے!

کسی بھی "انسانی حق" کو حضرت نبی کریم ﷺ کے اکرام و احترام پر فائق قرار دینے سے مسلمان دائرہ اسلام سے خارج قرار پاتا ہے!

چند روزہ ناپائدار دنیا کے یہ پجاری کیا جانیں کہ ان "انسانی حقوق" کا تو سوال ہی کیا اگر تمام کی تمام نسل انسانی اللہ تبارک و تعالیٰ کے ایک ذیشان نبیؐ کی عظمت و عصمت کے احترام میں قتل کر ڈالی جائے تو بھی اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا!

ڈاکٹر عبد اللہ عمر نصیف سے یہ سوال ۱۹۹۳ء کے آغاز میں روم میں کیا گیا تھا۔ ہمارے نزدیک مشہور مقولہ کہ نمک کی کان میں جا کر ہر شے نمک بن جاتی ہے کے مصداق ڈاکٹر صاحب نام نہاد "انسانی حقوق" کے علمبردار ایک یورپی ملک اٹلی میں جا کر "انسانی حقوق" سے مرعوب ہو گئے اور اخباری نامہ نگار کے سوال کا جواب "انسانی حقوق" کے حق میں دے ڈالا!

مولانا مان جائیں تو ان کے حق میں اچھا ہے کہ ڈاکٹر عبد اللہ عمر نصیف کا جو تفصیلی بیان خود مولانا نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۹ پر درج کیا ہے وہ ٹھیک ہے اور درج ذیل ہے:

"مکہ میں علماء اسلام کی ایک میٹنگ کے بعد رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عبد اللہ عمر نصیف نے ایک بیان میں کہا کہ سلمان رشدی مرتد ہے اور اسلام میں اس جرم کی سزا موت ہے۔ انہوں نے یہ اپیل کی کہ سلمان رشدی کی عدم موجودگی میں کسی اسلامی ملک میں اس پر مقدمہ چلایا جائے۔ ڈاکٹر نصیف نے کہا کہ رشدی نے اپنی کتاب میں جو کچھ

لکھا ہے' اس کو تحریر کی آزادی نہیں سمجھنا چاہیئے بلکہ یہ ایک زبانی مجرمانہ حملہ ہے۔ سلمان رشدی مرتد ہے اور شریعت کے مطابق ارتداد کے جرم کی سزا موت ہے۔"

قصہ کو تاہ اب باتیں ۲ ہی ہیں:

(i) مولانا اپنی کتاب کی مخالفت پر بوکھلا اٹھے ہیں اور ہوش و حواس کھو بیٹھے ہیں۔

(ii) مولانا جھوٹے ہیں اور قرآنی فرمان الہٰی لعنت اللہ علی الکاذبین کے مصداق ہیں۔ (آل عمران: آیت ۶۱) وہ جھوٹ بولنے کی وجہ سے اللہ کریم کی رحمت سے محروم اور دور ہو چکے ہیں۔

کیا ہی اچھا ہو کہ صحیح صورت حال سے مولانا خود ہی آگاہ فرمادیں ع

ہم عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

مولانا لکھتے ہیں "میں نے عصری تقاضوں کے تحت ایسا اسلامی لٹریچر تیار کرنا شروع کیا جو آج کے انسان کے ذہن پر اسلام کی عظمت قائم کر سکے۔ میری تمام کتابیں کسی نہ کسی پہلو سے اسی خاص موضوع سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس کام میں اگرچہ مجھے ملت کا مطلوبہ تعاون حاصل نہ ہو سکا-----" (صفحہ ۱۷۷)

امید ہے کہ اس مقالہ کے قارئین کے لیئے مولانا کے شکوہ کہ "مجھے ملت کا مطلوبہ تعاون حاصل نہ ہو سکا" کی تہہ تک پہنچنا مشکل نہیں رہا۔

برائی میں سے بھلائی

شیطان رشدی سیکولرسٹ ہے' بے دین و بدمذہب ہے۔ اس نے تو شیطنت کا مظاہرہ کرنا ہی تھا عالم اسلام کی ایک معروف علمی شخصیت مولانا وحید الدین خان نے بھی اس کا مقدور بھر ساتھ دیا ہے۔ ان کی کتاب کا قاری بھی کلبلا اٹھتا ہے!

انگریزی کہاوت ہے Every cloud has a silver lining کہ ہر برائی کے ساتھ بھلائی بھی ہوتی ہے' ہر دکھ سکھ بھی ساتھ لیئے ہوتا ہے۔

قرون وسطیٰ میں عیسائیوں نے اسلام کے خلاف بہت غلط فہمیاں پھیلائیں اور اسلام کی بڑی گندی تصویر پیش کی۔ شہرہ آفاق مستشرق پروفیسر فلپ کی ہٹی کی کتاب Islam and the West میں عیسائیوں کے اس خلاف اسلام پراپیگنڈہ کا مذکور ہے۔ مولانا کی کتاب کی

برائیوں کے ساتھ بھلائی یہ ہے کہ اس میں ہٹی کی کتاب کے متعلقہ باب کا ترجمہ شامل ہے۔

مولانا کا آب زر سے لکھنے کے قابل قول

"کوئی آدمی جب دانش مند کی بات کو نہیں مانتا تو وہ ایسا کیوں کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایسے معاملہ کو اپنے لئے ساکھ کا مسئلہ بنا لیتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اگر میں نے دوسرے کی بات مان لی تو میں اس کے مقابلہ میں نیچا ہو جاؤں گا۔ مگر اس طرح کی سوچ سراسر نادانی کی سوچ ہے۔ اس طرح کے معاملہ کو ساکھ یا عزت نفس کا معاملہ بنانا اپنی کامیابی اور ترقی کے دروازے کو خود اپنے ہاتھوں سے بند کر لینا ہے۔ دانش مند کی بات کو نہ ماننا بظاہر دوسرے کی بات کو نہ ماننا ہے مگر حقیقت کے اعتبار سے یہ خود اپنا انکار ہے۔ آدمی جب کسی دوسرے کی ایک سچی بات کو نہیں مانتا تو وہ گویا خود اپنی فطرت اور اپنے ضمیر کو رد کر رہا ہے' یہ بلا شبہ سب سے بڑا نقصان ہے"۔ ("تذکیر" جون ۹۸ء صفحہ ۴۷)

ہماری تحریر کا ماحصل یہ آرزو اور تہہ دل سے دعا ہے کہ مولانا اس "بڑے نقصان" سے بچ جائیں!

حرف آخر

فی زمانہ مولانا وحید الدین خان عالم اسلام میں بلند پایہ علمی ذوق رکھنے والی چوٹی کی چند شخصیات میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ دلی رنج ہے کہ یہ تالیف پڑھ کر ان کے مداحوں کے انس و عقیدت کے نازک آبگینوں کو زبردست ٹھیس پہنچی ہے۔ اور وہ چکنا چور ہو کر رہ گئے ہیں۔ حق تعالٰی کے حضور عاجزانہ پکار ہے کہ مولانا کو ان آہوں کو کماحقہ توجہ سے نوازنے اور اپنی روش بدلنے کی توفیق نصیب ہو۔ آمین ثم آمین۔

خاتمہ : شیطان رشدی کی شیطانیات نے دل کو جلا کے رکھ دیا تھا۔ مولانا نے جلے ہوئے دل کی راکھ کو بھی چین نہ لینے دیا۔ نازک ترین مذہبی جذبات کا معاملہ تھا۔ ایسے میں بہک جانا بعید از امکان نہیں ہوتا۔ یہ خطا کار متعلقین سے معذرت اور اللہ کریم کے حضور عفو و درگذر کا خواستگار ہے اور اپنے مقالہ کو مولانا کی کتاب کے آخری الفاظ پر ختم کرتا ہے:

"امتحان کی اس دنیا میں غلطی کرنا جرم نہیں ہے۔ اصل جرم یہ ہے کہ غلطی کرنے کے

بعد آدمی اپنی غلطی کا اعتراف نہ کرے"

محمد اسلم رانا یکم فروری ۲۰۰۰ء
دفتر ماہنامہ "المذاہب" ملک پارک شاہدرہ لاہور

"ناموس رسالت اور قانون توہین رسالت"

عالم اسلام کے ایک نامور سپوت جناب محمد اسماعیل قریشی سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان کی مساعیٔ جمیلہ کی بدولت تعزیرات پاکستان میں دفعہ ۲۹۵ سی کا اضافہ عمل میں لایا گیا تھا جسے عرف عام میں گستاخ رسول ﷺ ایکٹ یا توہین رسالت' کا قانون کہتے ہیں۔

حضرت موصوف نے بڑے سائز کے ساڑھے چار صد صفحات کی اہم بسی کتاب بعنوان "ناموس رسالتؐ اور قانون توہین رسالتؐ۔ قرآن و سنت' تاریخ' قانون اور عدالتی فیصلوں کے آئینے میں" تصنیف فرمائی ہے۔ اس عظیم دستاویز سے بارے میں کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔

اپنے موضوع پر اس قابل فخر جامع انسائیکلوپیڈیا میں تمام متعلقہ مباحث پر سیر حاصل معلومات دی گئی ہیں۔ کوئی پہلو بھی تشنۂ تکمیل نہیں چھوڑا گیا کہ قاری عش عش کر اٹھتا ہے۔ مصنف کے حق میں تہہ دل سے دعائیں اٹھتی ہیں۔

شائقین اس شاہکار کو الفیصل ناشران و تاجران کتب غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور سے مبلغ ۲۱۰ روپوں میں حاصل کر سکتے ہیں۔ اب موزوں اضافہ کے ساتھ اس کتاب کا نیا ایڈیشن چھپ چکا ہے۔

اس سلسلہ میں محمد اسلم رانا کی ۱۴۴ صفحات پر مشتمل کتاب "عیسائی ذہنیت اور گستاخ رسول ﷺ ایکٹ" بھی قابل مطالعہ ہے۔ اپنے موضوع پر منفرد ہے۔ مرکز تحقیق مسیحیت ملک پارک شاہدرہ لاہور کے پتہ سے مبلغ ۳۰ روپوں کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائی جا سکتی ہے۔

مولانا وحید الدین خان کی اصل کتاب "شتم رسول کا مسئلہ"

پڑھنے کے شائقین محمد اسلم رانا کو مبلغ ۵۷ روپوں کا منی آرڈر بھیج کر اس کی مجلد عکسی نقل حاصل کر سکتے ہیں۔

پادری ڈاکٹر بشپ جان جوزف کی خود کشی

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ سی کے تحت آنحضرت ﷺ (سمیت تمام انبیاء علیہم السلام) کی شان میں گستاخی کی سزا موت ہے۔

ضلع ساہیوال کے ایک دیہاتی مسمیٰ ایوب مسیح کو متعلقہ سیشن کورٹ نے توہین رسالتؐ کے جرم میں سزائے موت کا حکم سنایا ("نوائے وقت ۹۸۔ ۴۔ ۲۸)

عیسائی برادری نے گستاخ رسولؐ ایوب مسیح کو سزائے موت سنائے جانے کا بہت بُرا منایا۔ اخباری اطلاعات کے مطابق فیصل آباد کے رومن کیتھولک بشپ ڈاکٹر جان جوزف نے ۶ مئی کو احتجاج کے طور پر متعلقہ عدالت کے سامنے اپنے پستول سے خود کشی کر لی!

دیار مغرب میں ان دنوں آزادیٔ فکر' آزادیٔ رائے اور آزادیٔ اظہار (تقریر و تحریر) کا دور دورہ ہے۔ پاکستان کی عیسائی اقلیت مغربی افکار و اطوار کی پروردہ ہونے کی وجہ سے ان آزادیوں کو اقلیتی انسانی' بنیادی' عالمی اور اقوام متحدہ کا منظور کردہ حق سمجھتی ہے۔ بشپ جوزف اس حق کے بہت بڑے مؤید' پرچارک اور مبلغ تھے۔

حکومت امریکہ کا موقف ہے کہ "ہم اظہار رائے پر موت کی سزا کی مذمت کرتے ہیں...... ہم نے حکومت پاکستان کو یہ قانون منسوخ کرنے کے لئے کہا ہے جو کہ مذہبی عدم برداشت کو جنم دیتا ہے۔"

اس کے جواب میں حکومت پاکستان کا بیان ہے "پاکستان میں اظہار رائے کی مکمل آزادی ہے .... تاہم کسی دوسرے مذہب کی توہین کی اجازت نہیں۔" ("نوائے وقت" ۹ مئی)

ہم صرف اتنا عرض کریں گے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی عزت و احترام ان نام نہاد "آزادیوں" سے ناقابل تصور حد تک بلند و بالا ہے!

شیطانی ہفوات کا پبلشر واجب القتل ہے۔ اسلم رانا

لاہور (پ ر) مذاہب عالم کے سکالر محقق مسیحیت ۴۳ کتابوں کے مصنف اور تقابل ادیان کے استاد محمد اسلم رانا گولڈ میڈلسٹ ستارۂ سماج جنرل سیکرٹری مرکز تحقیق مسیحیت ایڈیٹر ماہنامہ المذاہب نے فتویٰ دیا ہے کہ شیطانی ہفوات کا پبلشر بھی توہین رسالتؐ کے جرم میں ملعون رشدی کا ہم پایہ مجرم ہے لہٰذا وہ بھی سزائے موت کا مستوجب اور بدنام زمانہ کتاب رنگیلا رسولؐ کے پبلشر راجپال کی طرح واجب القتل ہے۔ ("نوائے وقت" ۹۸-۹-۱۷)

ناموس رسالتؐ پر ہونے والے حملے ناکام بنائے جائیں۔

"جسٹس (ر) میاں نذیر اختر نے کہا کہ کفر کی یلغار روز بروز بڑھتی جارہی ہے اور یہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ناموس رسالتؐ پر ہونے والے حملوں کو ناکام بنائے۔ حضور نبی کریمؐ کی شان میں گستاخی کرنے والے ہر شخص کا وہی انجام ہونا چاہئے جو غازی علم دین شہید کے ہاتھوں بدبخت ہندو کا ہُوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان کے ایک مصنف وحید الدین نے اپنی تازہ کتاب میں لکھا ہے کہ نعوذ باللہ توہین رسالت کی سزائے موت تو کیا کوئی بھی تعزیری سزا نہیں ہونی چاہئے۔ اس طرح اس نے اس بدبخت رشدی کا دفاع کیا ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ اگر پیر کرم شاہ آج زندہ ہوتے تو ضرور ہی اس مصنف کی گرفت کرتے۔ حیرت ہے کہ اس کتاب پر پاکستان میں معمولی سا رد عمل بھی سامنے نہیں آیا۔ انہوں نے کہا کہ توہین رسالتؐ کے حوالہ سے عدلیہ کا نہایت ہی مثبت کردار ہے۔ سپریم کورٹ کا ظہیرالدین کیس کا فیصلہ بھی توہین رسالتؐ کے حوالہ سے ہی نہایت اہم ہے۔ اس لئے دشمن چاہتے ہیں کہ یہ دستور ٹوٹ جائے۔ سیکولر لابی ۲۹۵ سی کو ختم کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس سلسلے میں بھاری مینڈیٹ رکھنے والوں کو بھی جرأت نہ ہوگی۔ ("نوائے وقت" ۹۸-۵-۴)

شہری آزادیاں حدود و قیود سے ماورا نہیں

ضروری نہیں جو آزادی امریکہ میں حاصل ہے وہ پاکستان میں بھی دی جائے۔ سپریم کورٹ

اسلام آباد (خصوصی رپورٹ) عدالت عظمیٰ کے چیف جسٹس سعید الزماں صدیقی نے کہا ہے کہ ہر ملک کی شہری آزادیاں اس کے ماحول اور حالات کے مطابق فراہم کی جاتی ہیں۔ ضروری نہیں کہ امریکی شہریوں کو جو آزادیاں حاصل ہیں ان کی پاکستان میں بھی آزادی دے دی جائے۔ فاضل جج نے یہ ریمارکس جمعرات کو انسداد دہشت گردی کے ترمیمی آرڈیننس مجریہ اگست ۱۹۹۹ء کو چیلنج کئے جانے پر مبنی جماعت اسلامی اور ایم کیو ایم کی ایک جیسی آئینی درخواستوں کی سماعت کرتے ہوئے دیئے۔ چیف جسٹس سعید الزماں صدیقی کی سربراہی میں جسٹس ارشاد حسن خان، جسٹس محمد بشیر جہانگیری، جسٹس ناصر اسلم زاہد اور جسٹس چودہری محمد عارف پر مشتمل ۵ رکنی بنچ نے مقدمہ کی سماعت جاری رکھی۔ درخواست گزار جماعتوں کے نکتہ نظر کی پیروی کرتے ہوئے محمد اکرم شیخ نے کہا کہ امریکہ میں ایک شخص گریگری نے جذبات میں آکر امریکی جھنڈا نذر آتش کر دیا تھا لیکن عدالت نے اسے چھوڑ دیا کہ یہ کام اس نے غصہ نکالنے کے لئے کیا ہے اگر یہی کام پاکستان میں ہوتا تو غداری کا مقدمہ چلتا۔ جسٹس ارشاد حسن خان نے کہا کہ پاکستان کے جھنڈے کی حیثیت کلمہ طیبہ کی سی ہے۔ امریکیوں کا اس بارے میں تصور اور ہوگا۔ چیف جسٹس سعید الزماں صدیقی نے کہا کوئی چیز جو امریکہ میں جرم نہ ہو ضروری نہیں کہ اس کی یہاں اجازت دی جا سکے۔ اظہار تقریر ہر ملک کے سماجی حالات کے مطابق ہوتا ہے۔ جسٹس ناصر اسلم زاہد نے کہا امریکہ میں حضرت عیسیٰ کا اور وہاں کے لوگ اپنے مذہب کا مذاق تک اڑاتے ہیں لیکن اس بات کی یہاں اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ہم رحمت دو عالمؐ اور اپنے مذہب کے بارے میں ایسی بات کبھی نہیں سن سکتے۔ (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۹۹-۱۱-۵)

پاکستانیوں کو "پاکس" کہنے پر کلنٹن کے مشیر نے معافی مانگ لی

واشنگٹن (اپ پ) امریکی صدر بل کلنٹن کے قومی سلامتی کے مشیر سیموئیل آر برجر کی طرف سے پاکستانیوں کے بارے میں لفظ "پاکس" استعمال کرنے پر امریکہ میں مقیم پاکستانیوں نے شدید احتجاج کیا ہے جس کے بعد مشیر نے پاکستانیوں سے معافی مانگ لی ہے۔ اس سلسلے میں وائٹ ہاؤس کے ایک عہدیدار نے کہا کہ مشیر برجر کی طرف سے یہ لفظ استعمال کرنے کا مقصد ہرگز کسی کی دل آزاری نہیں تھا بلکہ انہوں نے محض اختصار سے کام لیتے ہوئے یہ لفظ استعمال کیا تھا۔ اس کے باوجود اگر کسی کی دل آزاری ہوئی ہے تو وہ ان سے معافی چاہتے ہیں۔ واضح رہے کہ صدر کلنٹن کے مشیر نے یہ لفظ ایک بریفنگ اور سی این این کو انٹرویو دیتے ہوئے استعمال کیا تھا جس میں پاکستان پر زور دیا گیا تھا کہ وہ ایٹمی دھماکہ نہ کرے۔ ادھر واشنگٹن میں پاکستانی سفارتخانے نے بھی امریکی مشیر کی طرف سے یہ لفظ استعمال کرنے پر شدید ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں مشورہ دیا ہے کہ وہ آئندہ احتیاط سے کام لیں۔ ("نوائے وقت" ۲۳ مئی ۹۸ء)

خاندان کی عزت بچانے کے لئے قتل کرنے والے کی سزائے موت

لاہور (نامہ نگار) لاہور ہائیکورٹ نے قرار دیا ہے کہ خاندان کی عزت بچانے کے لئے قتل کے الزام میں ملوث ملزم کو سزائے موت دینا بلا جواز ہے۔ ہمارے معاشرے میں لڑکی کی بلا وجہ منگنی توڑ دینا خاندان کی بے عزتی سمجھی جاتی ہے۔ فاضل عدالت نے یہ ریمارکس مقدمہ قتل میں ملوث ایک شخص وارث کی سزائے موت عمر قید میں تبدیل کرتے ہوئے دیئے۔ ملزم نے ایک نوجوان سیف اللہ کو اس رنجش پر قتل کر دیا تھا کہ اس نے ملزم کی بھانجی سے منگنی توڑ دی۔ ملزم کے وکیل آصف رانجھا نے مؤقف اختیار کیا کہ ملزم نے اپنے خاندان کی بے عزتی ہونے پر سیف اللہ کو قتل کیا۔ اس لئے ملزم سزائے موت کا حقدار نہیں۔ ("نوائے وقت" ۹۸-۴-۲۴)

بنکاک: آنجہانی والد کو برا بھلا کرنے پر بیوی کے ٹکڑے کر دیئے

بنکاک (اف پ) بنکاک میں ایک یونیورسٹی عہدیدار کو اپنی نوجوان بیوی کو قتل کر کے ٹکڑے کر دینے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا ہے بتایا گیا ہے کہ بنکاک کے کنگ منگ کوٹ انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کے سابق ڈپٹی ڈائریکٹر نے اپنی بیوی کی ہڈیاں وغیرہ دارالحکومت کے باہر پھینکنے کے بعد خود کو پولیس کے حوالے کر دیا ملزم نے بتایا کہ مقتولہ کو اپنے مردہ والد کو برا بھلا کہنے پر قتل کیا۔ ("نوائے وقت" ۲۳ مئی ۹۸ء)

वर्ष ५२, अंक २५ • मार्गशीर्ष शुक्ल १०, २०५५ वि० (युगाब्द ५१००) • २९ नवम्बर,१९९८ • रु० ६.००

मौलाना वहीदुद्दीन खान और मुज़फ्फर हुसैन की टिप्पणिया

सरस्वती वन्दना के विरुद्ध नहीं हैं मुसलमान

ملا وحید الدین، نے اپنے ماتھے پر قشقہ لگوا کر سرسوتی دیوی کی مورتی کے سامنے چراغاں کرنے کا فریضہ انجام دیا ہے۔ ملا جی کے ماتھے پر
سرسوتی کے سامنے چراغاں کرنے کی تصویر آر۔ایس۔ایس کے آرگن پنجیہ ۲۹ نومبر ۹۸ء نے شائع کی ہے۔ دھنیہ ہو دھنیہ ہو!

दिल्ली संस्कृत अकादमी द्वारा आयोजित एक संगोष्ठी में मौलाना वहीदुद्दीन खान ने कहा, 'संस्कृत ही भारत को पुनः विश्वगुरु बना सकती है।' मौलाना वहीदुद्दीन जैसे मुसलमान ही राष्ट्रीय एकता की महत्वपूर्ण कड़ी हैं। देश के मुसलमानों को बरगलाने वाले कट्टरपंथी मुसलमानों को इनसे सीख लेनी चाहिए।

اہانتِ رسول ﷺ

پر

مولانا وحید الدین خاں

کے

افکار و نظریات کا تنقیدی جائزہ

تالیف

سکالر مذاہب عالم و محقق مسیحیت محمد اسلم رانا گولڈ میڈلسٹ

(ایڈیٹر ماہنامہ "المذاہب" لاہور)

اسلامی مشن ۔ سنت نگر، لاہور

اشاعت فنڈ ۲۵ روپے

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ
اہانت رسولؐ پر مولانا کا مؤقف	۱
شیطان رشدی کی وکالت	۶
سلمان رشدی سازش ہے	۲۲
ڈاکٹر بشیر اختر برطانیہ بدر	۲۴
مسلمانوں کی "ندامت" اور فتویٰ کی واپسی	۲۵
شیطان رشدی کے جرائم	۲۶
مولانا کے جرائم	۲۱
اعتراف حق	۳۴
آزادیٔ مغرب اور انسانی حقوق کا عالمی منشور	۴۵
بُرائی میں سے بھلائی	۵۰
مولانا کا آب زر سے لکھنے کے قابل قول	۵۴
حرفِ آخر	۵۶
ناموسِ رسالتؐ اور قانون توہین رسالتؐ	۵۷
پادری جان جوزف کی خودکشی	۵۸
شیطانی ہفوات کا پبلشر واجب القتل ہے۔	۵۹
شہری آزادیاں	۶۰
کلنٹن کے مشیر نے معافی مانگ لی۔	۶۱

☆ ملنے کے پتے ☆

دار الکتاب' عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور

ندوۃ المعارف' ۳۰ ایبک سٹریٹ اردو بازار' لاہور

الفیصل پبلشرز' غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

نعمانی کتب خانہ' حق سٹریٹ اردو بازار' [?]

اہانتِ رسول ﷺ

پر

مولانا وحید الدین خاں

کے

افکار و نظریات کا تنقیدی جائزہ

تالیف

سکالر مذاہب عالم و محقق مسیحیت **محمد اسلم رانا** گولڈ میڈلسٹ

اسلامی مشن ـ سنت نگر، لاہور